هفت روزه

الفضل

انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ:— نصیر احمد قمر

جلد ٦ جمعۃ المبارک ٨ر جنوری ۱۹۹۹ء شمارہ ٢

١٩ر رمضان المبارک ۱۴۱۹ ہجری ☆ ٨ر صلح ۱۳۷۸ ہجری شمسی

﴿ارشادات عالیه سیدنا حضرت مسیح موعود علیه الصلوٰة والسلام﴾

رمضان کا مہینہ مبارک مہینہ ہے

یہ مبارک دن ہیں اور اللہ تعالیٰ کے فضل ورحمت کے نزول کے دن ہیں

"رمض تپش کو کہتے ہیں۔ رمضان میں چونکہ انسان اکل وشرب اور تمام جسمانی لذتوں پر صبر کرتا ہے دوسرے اللہ تعالیٰ کے احکام کے لئے ایک حرارت اور جوش پیدا کرتا ہے۔ اس لئے روحانی اور جسمانی حرارت اور تپش مل کر رمضان ہوا۔ اہل لغت جو کہتے ہیں کہ گرمی کے مہینے میں آیا اس لئے رمضان کہلایا۔ میرے نزدیک یہ صحیح نہیں ہے کیونکہ عرب کے لئے یہ خصوصیت نہیں ہو سکتی۔ روحانی رمض سے مراد روحانی ذوق و شوق اور حرارت دینی ہوتی ہے۔ رمض اس حرارت کو بھی کہتے ہیں جس سے پتھر وغیرہ گرم ہو جاتے ہیں"۔

(الحکم ٢٢ر جولائی ۱۹۰۱ء)

اسی طرح فرمایا: "رمضان کا مہینہ مبارک مہینہ ہے۔ دعاؤں کا مہینہ ہے"۔

نیز فرمایا: "میری تو یہ حالت ہے کہ مرنے کے قریب ہو جاؤں تب روزہ چھوڑتا ہوں۔ طبیعت روزہ چھوڑنے کو نہیں چاہتی۔ یہ مبارک دن ہیں اور اللہ تعالیٰ کے فضل ورحمت کے نزول کے دن ہیں"۔

(الحکم ٢٤ر جنوری ۱۹۰۱ء)

مختصرات

مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ انٹرنیشنل پر روزانہ حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ "ملاقات" کا پروگرام نشر ہوتا ہے۔ یہ پروگرام احباب کی دینی اور روحانی تعلیم وتربیت کے لئے بے حد مفید اور اہم ہے۔ مختصرات کے اس کالم میں ہم ہفتہ بھر کے پروگرام "ملاقات" کی مختصر ڈائری پیش کرتے ہیں تاکہ اگر کوئی دوست اصل پروگرام سن یا دیکھ نہیں سکے تو وہ مطلوبہ پروگرام کا حوالہ دے کر اپنے ملک کے شعبہ سمعی وبصری سے یا شعبہ آڈیو ویڈیو (یو۔کے۔) سے اس کی ویڈیو حاصل کر سکیں۔ اس ہفتہ کے پروگرام "ملاقات" کا مختصر خلاصہ اپنی ذمہ داری پر ہدیہ قارئین ہے۔

ہفتہ، ١٩ر دسمبر ۱۹۹۸ء :

آج بچوں کی حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کلاس میں ایک بچی نے رمضان المبارک کے موضوع پر تقریر کی۔ اسلام میں روزے کے حکم پر تفصیل سے بحث کی۔ آج کے پروگرام میں نظموں اور بجھارتوں اور ہلکے پھلکے لطیفوں کے علاوہ خصوصیت سے "صیام" اور یو۔کے۔ میں "رویت ہلال" اور "رمضان کے آخری دس دن" کے موضوعات پر بچوں نے تقاریر کیں۔ یہ رمضان المبارک سے قبل بچوں کی آخری کلاس تھی۔ تمام تقاریر دلچسپ اور مفید معلومات سے پُر تھیں۔

اتوار، ٢٠ر دسمبر ۱۹۹۸ء :

آج حضور انور کے ساتھ انگریزی بولنے والے احباب کی اس ملاقات کا پروگرام دوبارہ نشر کیا گیا جو ١٩ر مارچ ۱۹۹۵ء کو پہلی بار براڈکاسٹ کیا گیا تھا۔

سوموار، ٢١ر دسمبر ۱۹۹۸ء :

آج برطانیہ میں رمضان المبارک کا پہلا روزہ تھا۔ ماہِ رمضان میں حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز روزانہ (ماسوائے جمعۃ المبارک کے) مسجد فضل لندن میں درس قرآن مجید ارشاد فرماتے ہیں۔ چنانچہ آج سوا گیارہ بجے سے قریباً پونے ایک بجے تک درس قرآن مجید ہوا۔ مختصرات کے اس کالم میں رمضان کے ایام میں عام "ملاقات" کے پروگرام کی بجائے درس القرآن کا خلاصہ اپنی ذمہ داری پر پیش کیا جاتا ہے۔

آج درس قرآن مجید کا آغاز

باقی صفحہ نمبر ٢ پر ملاحظہ فرمائیں

جو لوگ رمضان میں خدا کی راہ میں خرچ کرتے ہیں انہیں یاد رکھنا چاہئے کہ اس خرچ سے ان کے مال میں کمی نہیں آئے گی۔ پس غرباء اس سے استفادہ کریں اور خدا کی خاطر خرچ کریں۔

ماہ رمضان سے متعلق مختلف احادیث نبویہ کے حوالہ سے ضروری مسائل کا بیان اور اہم نصائح

(خلاصہ خطبہ جمعہ ٢٥ر دسمبر ۱۹۹۸ء)

لندن (٢٥ر دسمبر): سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے آج مسجد فضل لندن میں خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔ تشہد تعوذ اور سورة فاتحہ کے بعد حضور نے سورة البقرہ کی آیت ١٨٦ کی تلاوت کی اور پھر رمضان المبارک کی مناسبت سے رمضان کی اہمیت اور اس کے مسائل سے متعلق بعض احادیث پیش کرتے ہوئے ان کی تشریح بیان کی اور اس حوالہ سے احباب کو ضروری نصائح فرمائیں۔

آنحضرت ﷺ کے متعلق روایات میں آتا ہے کہ رمضان میں آپ کثرت سے انفاق فی سبیل اللہ کیا کرتے تھے۔ حضور نے فرمایا کہ یہ آنحضرتؐ کے انفاق فی سبیل اللہ ہی کا فیض ہے کہ مسلمانوں کے قومی خزانے بھر دیئے گئے۔ اس لئے جو لوگ رمضان میں خرچ کرتے ہیں انہیں یاد رکھنا چاہئے کہ اس خرچ سے ان کے مال میں کمی نہیں آئے گی۔ پس غرباء اس سے استفادہ کریں اور خدا کی خاطر خرچ کریں۔ حضور نے فرمایا کہ رسول اللہ کے نقش قدم پر چلتے ہوئے اس دور میں حضرت مسیح موعودؑ نے جو کچھ پاس تھا خدا کی راہ میں خرچ کر دیا۔ اور خدا نے اس خرچ کو اتنی برکت دی کہ اب جماعت کا بجٹ دیکھیں اربوں تک پہنچ گیا ہے۔ حضور نے فرمایا کہ انفرادی طور پر بھی یہ برکت ممکن ہے مگر حدیث میں اس کے ساتھ یہ شرط بھی ہے کہ ایسا خرچ کرنے والا نماز، روزہ کا پابند اور ذکر الٰہی کرنے والا ہو۔

حضور نے فرمایا کہ کوشش کریں کہ رمضان میں جہاں برائیاں اتریں گی وہاں اس کے ساتھ کچھ جسم کی چربی بھی اتر جائے تاکہ انسان روحانی لحاظ سے اور جسمانی لحاظ سے بھی ہلکا پھلکا ہو کر رمضان سے باہر آئے۔

حضور نے فرمایا کہ حدیث نبوی کے مطابق انسان جب بھول کر کھاتا ہے تو روزہ نہیں ٹوٹتا۔ حضور نے فرمایا کہ انسانی لعاب جو منہ کے اندر پیدا ہوتا ہے اس کے نگلنے سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔ بعض لوگ اپنے وہم کی وجہ سے ہر وقت تھوکتے رہتے ہیں اس خیال سے کہ تھوک نگلنے سے روزہ نہ ٹوٹ جائے۔ آنحضرت ﷺ کے متعلق کہیں یہ ذکر نہیں ملتا کہ آپ اس طرح تھوکا کرتے تھے پس یہ وہم ہے۔

تراویح کے متعلق احادیث کا ذکر کرتے ہوئے حضور نے فرمایا کہ عام طور پر کہا جاتا ہے کہ حضرت عمرؓ نے تراویح کا سلسلہ شروع کیا۔ یہ درست نہیں۔ رسول اللہ سے ثابت ہے کہ آپ نے اس کا آغاز فرمایا تھا مگر پھر اسے روک دیا۔ تراویح کا یہ پہلو کہ کوئی امام باجماعت تہجد پڑھائے اس کا آغاز آنحضرت ﷺ سے ہوا۔ حضرت عمرؓ نے سہولت کی خاطر اس کا وقت ذرا پہلے کر دیا یہ الگ مسئلہ ہے۔ حضور نے بتلایا کہ حدیث سے تراویح کی گیارہ رکعتیں ثابت ہیں۔ حضور ایدہ اللہ نے رمضان کے متعلق احادیث میں مذکور مسائل کو پیش کرتے ہوئے فرمایا کہ ان مسائل کو پیش نظر رکھتے ہوئے اپنا رمضان گزاریں۔

باقی مختصرات از صفحہ اول

سورۃالنساء کی آیت نمبر ۷۱ سے ہوا۔ حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ اس آیت سے پہلے آیت ۷۰ "من یطع اللّٰہَ والرَّسُول فَاولٰئك مَعَ الَّذِیْنَ اَنْعَمَ اللّٰہُ عَلَیْھِم......الخ" اس سورۃ کی مشہور مرکزی آیت ہے۔ حضور انور نے گزشتہ سال اس آیت کی تفصیل سے وضاحت کی تھی اور اس کے مختلف معانی و مطالب کو پیش فرمایا تھا۔ حضور نے آیت نمبر ۷۱ "ذٰلكَ الفَضلُ من اللّٰہ و کفی باللّٰہ علیما" کے پہلی آیت سے ربط کو واضح کیا اور اس سلسلہ میں خصوصیت سے "الفضل" کے مختلف معانی لغات عرب اور قرآنی استعمال سے پیش کرتے ہوئے بتایا کہ آنحضرت ﷺ کو فضل کے یہ تمام پہلو عطا ہوئے اور جو بھی فضل کے کسی بھی پہلو کو حاصل کرنا چاہتا ہے اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ اللہ اور اس رسول یعنی حضرت محمد ﷺ کی اطاعت کرے۔ یہاں فضل کے حصول کے لئے اطاعت شرط ہے۔ صالحیت سے لے کر نبوت کی چوٹی تک جتنے بھی فضل ہیں وہ آنحضرت ﷺ کی اطاعت کے نتیجہ میں مل سکتے ہیں۔

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ فضل کا تعلق علم سے بھی ہے اور حلم سے بھی۔ حضور نے فرمایا کہ "ذٰلكَ الفَضْل" میں فضل سے مراد صرف نبوت نہیں بلکہ صالحیت سے نبوت تک فضلوں کا ذکر ہے۔ "کَفٰی بِاللّٰہِ عَلِیْما" میں بتایا کہ خدا جانتا ہے کہ کون کس مرتبہ کے فضل کا اہل ہے۔ اللہ چونکہ علیم ہے اس لئے ناممکن ہے کہ وہ فضل بانٹنے میں غلطی کرے۔ حضور نے اس سلسلہ میں مختلف مفسرین کے اقوال کو پیش کرتے ہوئے ساتھ ساتھ ان پر تبصرہ بھی پیش فرمایا۔ علامہ ابن عربی کہتے ہیں کہ خدا ہر انسان کی کمال استعداد سے واقف ہے اس لئے وہ اس کے مطابق فضل فرماتا ہے۔ علامہ آلوسی کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے کہ اس کی اطاعت کرنے والے کی جزا کیا ہے اور اس وعدہ کے مطابق کون اس فضل کا اہل ہے اور کس قدر کسی کو یہ فضل ملنا چاہئے۔

حضور نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ایسا نظام جاری فرمایا ہے جس میں وہ انعام عطا کرتا ہے مگر استحقاق کے نتیجے میں۔ حضور نے اس مضمون کو تفصیل سے مثالیں دے کر واضح فرمایا اور بتایا کہ کس طرح محض اللہ تعالیٰ کا فضل ہی ہے جو انسان کو بہت سی ہلاکتوں سے بچائے ہوئے ہے ورنہ اگر انسان کے ہر بد عمل کی سزا اسے دی جاتی تو اس دنیا پر کچھ بھی باقی نہ رہتا۔

آیت نمبر ۷۲ میں مومنوں کو اپنے بچاؤ کا سامان ہمیشہ اپنے پاس رکھنے کا حکم ہے۔ پھر خواہ وہ چھوٹی جماعتوں میں نکلیں یا بڑی جماعتوں کی صورت میں۔ حضور نے پہلی آیت سے اس کا ربط بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ فضل کے باوجود اللہ تعالیٰ یہ فرما رہا ہے کہ جو دنیوی ساز و سامان اس نے تمہیں عطا کئے ہیں ان کو استعمال کرنا ضروری ہے۔ بندے کے عمل کا جزا سزا سے گہرا تعلق ہے۔ اگر عمل نہیں کرے گا تو پھر وہ جزا کی کوئی توقع نہیں رکھ سکتا۔

حضور نے فرمایا کہ اس سورۃ میں آغاز سے ہی قتال کا مضمون چل رہا ہے اور اس سے متعلقہ مسائل پر گفتگو ہو رہی ہے۔ دو چیزیں اس ساری سورۃ کے مضامین کی جان ہیں۔ ایک یہ کہ اللہ اور رسول کی اطاعت اور دوسرے اللہ اور رسول کی اطاعت میں ایسے جہاد میں مصروف ہو جانا جس جہاد کو خواہ بظاہر تمہارا دل ناپسند کرتا ہو یا واقعۃً ناپسند کرتا ہو یعنی اپنے آپ کو مشقت میں ڈال دینا۔ اور یہ دونوں صورتیں جسمانی بھی ہو سکتی ہیں اور روحانی بھی۔ حضور نے فرمایا اللہ کی خاطر جہاد کا ایک معنیٰ ہے جو ہر صورت اور ہر حال میں تمام دنیا کے مسلمانوں پر چسپاں ہوتا ہے اور وہ دعوت الی اللہ کا جہاد ہے۔ ایسے لوگ جو ہر صورت میں دعوت الی اللہ کرتے ہیں خواہ کتنی ہی مصیبتیں ان پر توڑی جائیں ان سے بعید ہے کہ جب قتال کا حکم ہو تو پھر وہ قتال نہ کریں۔

حضور نے فرمایا کہ اگر دنیوی لڑائی ہو رہی ہو تو اس کے مطابق دفاع کا سامان اختیار کرنے کی تعلیم ہے اور اگر جہاد ان معنوں میں ہے کہ دعوت الی اللہ کر رہے ہو تو پھر دفاع کا سامان وہ دلائل ہیں جن کو استعمال کر کے تم دشمن پر غالب آسکتے ہو۔ وہ دلائل و براہین جن کے ذریعہ تم دشمن کے ناجائز حملوں سے بچ سکتے ہو۔

"فانفروا ثبات اوانفروا جمیعا"۔ حضور نے فرمایا کہ جہاں بھی آج کل دعوت الی اللہ کا کام ہو رہا ہے وہاں حسب توفیق کہیں تھوڑے تھوڑے ہو کر نکلتے ہیں کہیں بڑی تعداد میں مگر اس جہاد میں نکلنا سب کے لئے ضروری ہے۔ ہر ایک اپنی توفیق کے مطابق اس میں حصہ لے۔ حضور نے فرمایا کہ جو اجتماعی یوم تبلیغ مناتے ہیں ان کے لئے بھی اس آیت میں جمیعاً کے لفظ میں گنجائش موجود ہے۔ حضور نے فرمایا کہ مثلاً افریقہ وغیرہ ممالک میں اور ہندوستان میں اس کے زیادہ امکانات موجود ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ نے مختلف مفسرین نے اس آیت سے متعلق جو نکات پیش کئے ہیں ان کا بھی ذکر کیا مثلاً علامہ ابو حیان الاندلسی فرماتے ہیں کہ احیائے دین اور دعوت الی اللہ سب سے بڑی اطاعت ہے۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں کہ اس آیت کا پہلی آیت سے تعلق یہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے اپنی اور رسول کی اطاعت کا ذکر فرمایا تو دراصل اپنے دین کے احیاء اور دعوت کو پھیلانے کا حکم دیا ہے۔

حضور نے فرمایا کہ "حِذْر" بچاؤ کے ہتھیار کو کہتے ہیں، حملے کے ہتھیار کو نہیں کہتے۔ پوری احتیاط کرو کہ کبھی ایک لمحہ کے لئے بھی تمہارا دفاعی سامان اور دفاعی ہتھیار جارحانہ ہتھیاروں میں تبدیل نہ ہوں۔

منگل، ۲۲/دسمبر ۱۹۹۸ء :

حضور انور نے سورۃ النساء کی آیات ۷۲ تا ۷۵ کی تلاوت فرمائی۔ حضور نے "خُذُوْا حِذْرَكُم" کے تحت مختلف مفسرین کی آراء پیش کرتے ہوئے ان کا محاکمہ فرمایا اور مستشرقین منٹگمری واٹ اور وہیری کے اعتراضات کے جوابات دیتے ہوئے ان کے دجل اور جھوٹ کو طشت ازبام کیا۔

حضور نے فرمایا کہ حضرت مصلح موعودؓ نے اس ضمن میں کئی باتیں پیش کی ہیں جو پہلی تفاسیر میں نہیں ہیں۔ ایک دعا ہے۔ آپ نے فرمایا "خذُوْا حِذرکُم" میں سب سے اہم بچاؤ دعا ہے۔ پس دعا کو نہ بھولو خواہ وہ جہاد ہو خواہ قتال فی سبیل اللہ ہو دعا حِذر کا مرکزی نقطہ ہے۔ اور دوسری بات یہ فرمائی کہ دشمن کی چالوں سے متنبہ رہنا اور ان پر نظر رکھنا اور کرید رکھنا کہ وہ کیا کیا سازشیں اسلام کے خلاف کر رہے ہیں۔ پھر وہ سازشیں خواہ ظاہری قتال سے تعلق رکھتی ہوں یا اسلام کی تعلیم پر حملوں سے تعلق رکھتی ہوں جب تک ان سے آگاہ نہیں ہو گے تو خُذُوْا حِذْرَکُمْ کا حق بھی ادا نہیں کر سکتے۔ دشمن کی چالوں کا علم ہونا لازمی ہے جو اس مضمون کے اندر داخل ہے۔ یہ دو پہلو ایسے ہیں جو حضرت مصلح موعودؓ نے نئے بیان فرمائے ہیں اور اس سے قبل کسی تفسیر میں دکھائی نہیں دئے۔ حضرت ابن عربی نے شیطانی وساوس اور خیالات سے بچنے کے معنے کئے ہیں اور ان سے بچنا بھی دعا ہی سے ممکن ہے۔

آیت نمبر ۷۳ کی تشریح میں حضور انور نے فرمایا کہ جب تک اللہ کسی کا پردہ رکھے تم اس کو کافر نہیں کہہ سکتے اس میں کم سے کم دو حکمتیں ضرور ہیں۔ ایک حکمت تو یہ ہے کہ جن لوگوں نے منافقت اختیار کی ہے ان کو تم منافق تو بے شک سمجھتے رہو لیکن ان کو کافر کہنے کا تمہیں کوئی حق نہیں ہے۔ کافر صرف اس کو کہا جائے گا جو اپنے کفر کا اقرار کرے۔ دوسرے ایک اور حکمت بھی ہے اور وہ یہ ہے کہ بعض اوقات خدا کے نشان دیکھنے کے نتیجے میں ان کی آنکھیں کھل جاتی ہیں اور وہ چھپے ہوئے کافروں کے زمرے سے نکل کر ظاہری مسلمانوں کے زمرے میں عملاً داخل ہو جاتے ہیں۔ حضور انور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ ان دو حکمتوں کے خلاف آج کے مُلّاں کا عمل ہے۔ اسی سلسلے میں حضور نے مختلف مفسرین کی آراء بیان فرمائیں اور لَیُبَطِّئَنَّ کے معنے بتائے۔

آیت نمبر ۷۴ کی تشریح میں حضور انور نے بتایا کہ لفظ وُدٌّ میں امام راغب نے جو باریکی اختیار فرمائی ہے وہ باقیوں میں نہیں ہے۔ فوز عظیم مسلمانوں کے نزدیک آنحضرت ﷺ کی اطاعت کے ساتھ تعلق رکھتی ہے۔

آیت نمبر ۷۵ میں ہے کہ پس جو لوگ ورلی زندگی کو چھوڑ کر آخرت کو اختیار کرتے ہیں پس انہیں چاہئے کہ اللہ کی راہ میں جنگ کریں۔ اور جو اللہ کی راہ میں جنگ کرے اور پھر مارا جائے یا غالب آجائے تو اسے ہم جلد ہی بہت بڑا اجر دیں گے۔ سَوفَ کا مطلب یقیناً بھی ہوتا ہے۔ دونوں صورتوں میں یہ بات درست ہے جو جیتتے ہیں ان کا اجر اس وقت ان کو میسر آجاتا ہے۔ اور جو شہید ہوتے ہیں ان کے متعلق یوم آخرت کا انتظار نہیں ہے بلکہ ان کو زندہ قرار دے کر ان کو ہمیشہ ہمیش کے لئے اجر کا مستحق قرار دے کر بلکہ ان کے رشتہ داروں کو بھی وہ اجر دے دیا یہ فرما کر کہ وہ زندہ ہیں۔ یاد رکھیں کہ دنیا کی کسی کتاب میں بھی شہید کو زندہ نہیں قرار دیا گیا۔ کتنی امتیں پہلے گزر گئی ہیں کسی نے یہ بات نہیں کی اور قرآن کی یہ ایسی امتیازی شان ہے جس میں کوئی اور شریعت قرآن کے ساتھ شریک نہیں ہو سکتی۔

سورۃ حج کی ایک آیت جو جہاد پر مکمل روشنی ڈالتی ہے حضور نے تلاوت فرمائی اور پھر متعلقہ احادیث بیان فرمائیں۔ ایک حدیث میں ہے کہ جس نے اللہ تعالیٰ کے رستے میں جہاد کرنے والے کو سامان دیا اس نے بھی جہاد کیا۔ حضور نے فرمایا کہ آج کل ظاہر ہے جو بھی آپ کتابیں یا مواد مہیا کرتے ہیں اور جو بھی کیسٹس تیار کرنے میں مدد دیتا ہے اور آگے لوگوں کو پیش کرتے ہیں یہ سارے بھی تو اللہ کے نزدیک جہاد میں شامل ہیں۔ اور جو مجاہد کی عدم موجودگی میں نیکی کے ساتھ اس کے اہل و عیال کا خیال رکھتا ہے پس اس نے بھی جہاد کیا۔ مثلاً ہمارے مبلغین کے خاندانوں اور ان کے بچوں کی عزت اور تربیت کا خیال رکھنا جو بھی یہ کام کرے گا جہاد میں شامل ہو جائے گا۔ آخر میں حضرت امام رازیؒ کا لمبا بیان پڑھ کر سنایا جس میں بیعت کی فلاسفی تفصیلاً بیان ہوئی کہ یہ بھی دراصل جہاد ہی کا دوسرا نام ہے۔ ابو حیان نے بھی حضرت امام رازی سے اتفاق کیا ہے۔ حضور نے منٹگمری واٹ اور وہیری کے اسلام کے خلاف متحدہ محاذ اور پادریوں کی اسلام کے خلاف سازش کو بے نقاب کیا۔

بدھ، ۲۳/دسمبر ۱۹۹۸ء :

آج سورۃ النساء کی آیت نمبر ۷۶ سے درس کا آغاز ہوا۔ حضور انور نے اَلْمُسْتَضْعِفِیْنَ کے لغوی معانی بیان کرنے کے بعد فرمایا کہ اس آیت کریمہ سے ثابت ہے کہ مکہ میں جو تمہارے بھائی کمزور پیچھے رہ گئے ہیں وہ دعا کرتے ہیں کہ اللہ ہمیں اس بستی سے نجات فرما جس کے رہنے والے ظالم ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ اب جبکہ اللہ نے اجازت دے دی ہے تو مکہ کے کمزور لوگوں کے لئے قتال کیوں نہیں کرتے۔ حضور نے فرمایا اس جگہ قتال کا معنیٰ پرجوش جدوجہد ہے۔ آنحضرت ﷺ سے بڑھ کر لفظ قتال کو کوئی نہیں سمجھ سکتا۔ اور آپؐ نے اس آیت کے بعد مکہ پر حملہ نہیں کیا۔ بلکہ حدیثوں سے ثابت ہے کہ اس آیت کے نزول کے فوراً بعد آپؐ نے مستضعفین کے لئے دعا شروع کی تو معلوم ہوا کہ اصل قتال دعا ہی ہے۔ چنانچہ سب سے بڑا مددگار ان کو آنحضرتؐ ہی عطا ہوئے۔ نہایت مشکل حالات میں ٹولیاں مکہ سے نکلتی رہیں اور مختلف جگہوں میں آباد ہوتی رہیں۔ آپؐ نے نہ صرف یہ کہ قتال نہ کیا بلکہ حلیف قبیلوں کو بھی لڑائی سے منع کیا۔ یہ قطعی بات ہے کہ ان مکہ سے آنے والی ٹولیوں نے اپنی جگہیں خود بنائیں اور آنحضرتؐ نے تلوار نہیں اٹھائی۔

حضور نے فرمایا کہ جب کوئی اور تدبیر کرنے کی اجازت نہ ہو تو دعا ہی اصل ہتھیار ہے اور اگر تدبیر کی اجازت ہو تو پھر دعا اور تدبیر دونوں اکٹھی چلیں گی۔

حضور نے فرمایا کہ امام رازی بھی تسلیم کرتے ہیں کہ مستضعفین سے مراد مکہ میں پیچھے رہ جانے

باقی صفحہ نمبر ۱۰ پر ملاحظہ فرمائیں

عالمگیر ایٹمی جنگ

اس کے نتائج اور انجام کے بارہ میں

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئیاں

(سید میر مسعود احمد ۔ ربوہ)

(دوسری قسط)

عالمگیر تباہیوں کا انجام اور ان کے نتائج

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا:

"ان نشانوں کے بعد دنیا میں ایک تبدیلی پیدا ہوگی اور اکثر دل خدا کی طرف کھینچے جائیں گے اور اکثر سعید دلوں پر دنیا کی محبت ٹھنڈی ہو جائے گی اور غفلت کے پردے درمیان سے اٹھا دئے جائیں گے۔ اور حقیقی اسلام کا شربت انہیں پلایا جائے گا۔ جیساکہ خدا تعالیٰ خود فرماتا ہے ؎

چو دور خسروی آغاز کردند
مسلماں را مسلماں باز کردند

دور خسروی سے مراد اس عاجز کا عہد دعوت ہے.......... معنی اس الہام کا یہ ہے کہ جب دور خسروی یعنی دور مسیحی جو خدا کے نزدیک آسمانی بادشاہت کہلاتی ہے.......... شروع ہوا جیساکہ خدا کے پاک نبیوں نے پیشگوئی کی تھی تو اُس کا یہ اثر ہوا کہ وہ جو صرف ظاہری مسلمان تھے وہ حقیقی مسلمان بننے لگے"۔(تجلیات الٰہیہ ، صفحہ ۵،۴ مطبوعہ ۱۹۰۶ء۔ روحانی خزائن جلد ۲۰ صفحہ ۳۹۶، ۳۹۷)

☆......☆......☆

"یادرہے کہ .... جس قدر خدا نے تباہی کا ارادہ کیا ہے وہ پورا ہو چکے گا۔ تب خدا کا رحم پھر جوش مارے گا اور پھر غیر معمولی اور دہشتناک زلزلوں کا ایک مدت تک خاتمہ ہو جائے گا.......... اور جیساکہ نوحؑ کے وقت میں ہوا کہ ایک خلق کثیر کی موت کے بعد امن کا زمانہ بخشا گیا ایسا ہی اس جگہ بھی ہوگا.......... یعنی پھر لوگوں کی دعائیں سنی جائیں گی اور وقت پر بارشیں ہونگی اور باغ اور کھیت بہت پھل دیں گے اور خوشی کا زمانہ آجائے گا اور غیر معمولی آفتیں دور ہو جائیں گی تا لوگ یہ خیال نہ کریں کہ خدا صرف قہار ہے رحیم نہیں ہے اور تا اس کے مسیح کو منحوس قرار نہ دیں"۔

(تجلیات الٰہیہ ، صفحہ ۶، ۷ مطبوعہ ۱۹۰۶ء۔ روحانی خزائن جلد ۲۰ صفحہ ۳۹۹)

☆......☆......☆

"خدا تعالیٰ نے مجھے بار بار خبر دی ہے کہ وہ مجھے بہت عظمت دے گا اور میری محبت دلوں میں بٹھائے گا اور میرے سلسلہ کو تمام زمین میں پھیلائے گا.......... میرے فرقہ کے لوگ اس قدر علم اور معرفت میں کمال حاصل کریں گے کہ اپنے سچائی کے نور اور اپنے دلائل اور نشانوں کی رو سے سب کا منہ بند کر دیں گے۔ اور ہر ایک قوم اس چشمہ سے پانی پئے گی اور یہ سلسلہ زور سے بڑھے گا اور پھولے گا یہاں تک کہ زمین پر محیط ہو جاوے گا۔ بہت سی روکیں پیدا ہونگی اور ابتلاء آئیں گے مگر خدا سب کو درمیان سے اٹھا دے گا اور اپنے وعدہ کو پورا کرے گا..........

خدا نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا کہ میں تجھے برکت پر برکت دوں گا یہاں تک کہ بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے ۔ سوائے سننے والو ان باتوں کو یاد رکھو اور ان پیش خبریوں کو اپنے صندوقوں میں محفوظ رکھ لو کہ یہ خدا کا کلام ہے جو ایک دن پورا ہوگا"۔

(تجلیات الٰہیہ، صفحہ ۱۷، ۱۸ مطبوعہ ۱۹۰۶ء۔ روحانی خزائن جلد ۲۰ صفحہ ۴۰۹)

☆......☆......☆

"جو جاہل مسلمان کہتے ہیں کہ اسلام تلوار کے ذریعہ پھیلا ہے وہ نبیؐ معصوم علیہ الصلوٰۃ والسلام پر افتراء کرتے ہیں اور اسلام کی ہتک کرتے ہیں خوب یاد رکھیں کہ اسلام ہمیشہ اپنی پاک تعلیم اور ہدایت اور اپنے ثمراتِ انوار و برکات اور معجزات سے پھیلا ہے اور آنحضرت ﷺ کے عظیم الشان نشانات آپ کے اخلاق کی پاک تاثیرات نے اسے پھیلایا ہے اور وہ نشانات اور تاثیرات ختم نہیں ہو گئیں بلکہ ہمیشہ اور ہر زمانہ میں تازہ بتازہ موجود رہتی ہیں اور یہی وجہ ہے کہ میں کہتا ہوں کہ ہمارے نبی ﷺ زندہ نبی ہیں اس لئے آپ کی تعلیمات ہمیشہ اپنے ثمرات دیتی رہتی ہیں اور آئندہ جب اسلام ترقی کرے گا تو اس کی یہی راہ ہوگی نہ کوئی اور"۔

(لیکچر لدھیانہ ، صفحہ ۲۵، ۲۶، مطبوعہ ۱۹۰۵ء۔ روحانی خزائن جلد ۲۰ صفحہ ۲۷۳، ۲۷۴)

☆......☆......☆

"صرف اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے جو کامل اور زندہ مذہب ہے اور اب وقت آگیا ہے کہ اسلام کی عظمت و شوکت ظاہر ہو اور اسی مقصد کو لے کر میں آیا ہوں..........

میں بڑے زور سے اور پورے یقین اور بصیرت سے کہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے ارادہ فرمایا ہے کہ دوسرے مذاہب کو مٹا دے اور اسلام کو غلبہ اور قوت دے۔ اب کوئی ہاتھ اور طاقت نہیں جو خدا تعالیٰ کے اس ارادہ کا مقابلہ کرے ۔ وہ فَعَّالٌ لِمَا یُرِیْد ہے ۔ مسلمانو! یاد رکھو کہ اللہ تعالیٰ نے میرے ذریعہ تمہیں یہ خبر دی ہے اور میں نے اپنا پیغام پہنچا دیا ہے۔ اب اس کو سننا، نہ سننا تمہارے اختیار میں ہے"۔

(لیکچر لدھیانہ ، صفحہ ۴۲، مطبوعہ ۱۹۰۵ء۔ روحانی خزائن جلد ۲۰ صفحہ ۲۹۰)

"اس کا یہ مطلب نہیں کہ بجز اسلام کوئی مذہب باقی نہیں رہے گا کیونکہ ایسا ہونا قرآن کے منافی ہے۔ ان آیتوں پر غور کرو جہاں لکھا ہے کہ یہود اور نصاریٰ قیامت تک رہیں گے۔

مطلب یہ ہے کہ تمام مذاہب مردہ اور ذلیل ہو جائیں گے اور اسلام کے مقابل پر مر جائیں گے مگر اسلام.......... اپنی روشنی اور زندگی اور غلبہ ظاہر کرے گا"۔

(سراج منیر، صفحہ ۴۰ حاشیہ مطبوعہ ۱۸۹۷ء۔ روحانی خزائن جلد ۱۲ صفحہ ۴۲ حاشیہ)

☆......☆......☆

"خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ ان تمام روحوں کو جو زمین کی متفرق آبادیوں میں آباد ہیں کیا یورپ اور کیا ایشیا۔ ان سب کو جو نیک فطرت رکھتے ہیں توحید کی طرف کھینچے اور اپنے بندوں کو دینِ واحد پر جمع کرے ۔ یہی خدا تعالیٰ کا مقصد ہے جس کے لئے میں دنیا میں بھیجا گیا۔ سو تم اس مقصد کی پیروی کرو ۔ مگر نرمی اور اخلاق اور دعاؤں پر زور دینے سے"۔

(رسالہ الوصیت، صفحہ ۶ مطبوعہ ۱۹۰۵ء۔ روحانی خزائن جلد ۲۰ صفحہ ۳۰۶، ۳۰۷)

☆......☆......☆

"اس زمانہ میں جو مذہب اور علم کی نہایت سرگرمی سے لڑائی ہو رہی ہے اس کو دیکھ کر اور علم کے مذہب پر حملے مشاہدہ کر کے بے دل نہیں ہونا چاہئے کہ اب کیا کریں۔ یقیناً سمجھو کہ اس لڑائی میں بھی اسلام کو مغلوب اور عاجز دشمن کی طرح صلح جوئی کی حاجت نہیں بلکہ اب زمانہ اسلام کی روحانی تلوار کا ہے۔..... یہ پیشگوئی یاد رکھو کہ .... اس لڑائی میں بھی دشمن ذلت کے ساتھ پسپا ہوگا۔

حال کے علوم جدیدہ کیسے ہی زور آور حملے کریں ، کیسے ہی نئے نئے ہتھیاوں کے ساتھ چڑھ چڑھ آویں مگر انجام کار ان کے لئے ہزیمت ہے .... ۔ اسلام نہ صرف فلسفۂ جدید کے حملے سے اپنے تئیں بچائے گا بلکہ حال کے علومِ مخالفہ کی جہالتیں ثابت کر دے گا۔ اسلام .... کو ان چڑھائیوں سے کچھ بھی اندیشہ نہیں جو فلسفہ اور طبعی کی طرف سے ہو رہے ہیں"۔

(آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۲۵۴، ۲۵۵ حاشیہ۔ مطبوعہ ۱۸۹۳ء ۔ روحانی خزائن جلد ۵ صفحہ ۲۵۴، ۲۵۵ حاشیہ)

☆......☆......☆

"خدا نے جو اس مامور کو مبعوث فرمایا ہے۔ یہ اس لئے کہ تا اس کے ہاتھ سے دین اسلام کو تمام دینوں پر غلبہ بخشے..........

ابتداء میں ضرور ہے کہ اس مامور اور اس کی جماعت پر ظلم ہو۔ لیکن آخر میں فتح ہوگی اور یہ دین اِس مامور کے ذریعہ سے تمام ادیان پر غالب آجائے گا۔ اور دوسری تمام ملتیں بیّنہ کے ساتھ ہلاک ہو جائیں گی۔

(سراج منیر صفحہ ۴۰، ۴۱ مطبوعہ ۱۸۹۷ء ۔ روحانی خزائن جلد ۱۲ صفحہ ۴۲، ۴۳)

☆......☆......☆

"اسلام کے لئے پھر اس تازگی اور روشنی کا دن آئے گا جو پہلے وقتوں میں آچکا ہے اور وہ آفتاب اپنے پورے کمال کے ساتھ پھر چڑھے گا جیساکہ پہلے چڑھ چکا ہے لیکن ابھی ایسا نہیں۔ ضرور ہے کہ آسمان اسے چڑھنے سے روکے رہے جب تک محنت اور جانفشانی سے ہمارے جگر خون نہ ہو جائیں اور ہم سارے آراموں کو اس کے ظہور کے لئے کھو نہ دیں۔

اسلام کا زندہ ہونا ہم سے ایک فدیہ مانگتا ہے ۔ وہ کیا ہے؟ ہمارا اس راہ میں مرنا۔ یہی موت ہے جس پر اسلام کی زندگی ، مسلمانوں کی زندگی اور زندہ خدا کی تجلی موقوف ہے جس کا دوسرے لفظوں میں اسلام نام ہے..........

ضرور تھا کہ وہ اس مہم عظیم کے روبراہ کرنے کے لئے ایک عظیم الشان کارخانہ جو ہر ایک پہلو سے مؤثر ہو اپنی طرف سے قائم کرتا۔ سو اس حکیم و قدیر نے اس عاجز کو اصلاحِ خلائق کے لئے بھیج کر ایسا ہی کیا"۔

(فتح اسلام صفحہ ۱۵ تا ۱۸ ۔مطبوعہ دسمبر ۱۸۹۱ء ۔ روحانی خزائن جلد ۳ صفحہ ۱۰، ۱۱)

☆......☆......☆

"یہ زمانہ وہی زمانہ ہے جس میں خدا تعالیٰ نے ارادہ فرمایا ہے کہ مختلف فرقوں کو ایک قوم بنا دے۔ ان مذہبی جھگڑوں کو ختم کر کے آخر ایک ہی مذہب میں سب کو جمع کر دے .... دنیا کے مذاہب کا بہت شور اٹھے گا۔ ایک مذہب دوسرے مذہب پر ایسا پڑے گا جیساکہ موج دوسری موج پر پڑتی ہے اور ایک دوسرے کو ہلاک کرنا چاہیں گے۔ تب آسمان و زمین کا خدا اس تلاطمِ امواج کے زمانہ میں اپنے ہاتھوں سے بغیر دنیوی اسباب کے ایک نیا سلسلہ پیدا کرے گا اور اس میں ان سب کو جمع کرے گا جو استعداد اور مناسبت رکھتے ہیں۔

تب وہ سمجھیں گے کہ مذہب کیا چیز ہے۔ اور ان میں زندگی اور حقیقی راستبازی کی روح پھونکی جائے گی اور خدا کی معرفت کا ان کو جام پلایا جائے گا.......... ۔ ضرور ہے کہ یہ سلسلہ دنیا کا منقطع نہ ہو جب تک یہ پیشگوئی کہ آج سے تیرہ سو برس پہلے قرآن شریف نے دنیا میں شائع کی ہے پوری نہ ہو جائے"۔

(لیکچر لاہور صفحہ ۳۶، ۳۷ ۔مطبوعہ ۱۹۰۵ء ۔ روحانی خزائن جلد ۲۰ صفحہ ۱۸۲، ۱۸۳)

☆......☆......☆

"نہ بُت رہیں گے نہ صلیب رہے گی اور سمجھدار دلوں پر سے اُن کی عظمت اٹھ جائے گی اور یہ سب باتیں باطل دکھائی دیں گی اور سچے خدا کا چہرہ نمایاں ہو جائے گا۔ خدا اپنے بزرگ نشانوں کے ساتھ اور اپنے نہایت پاک معارف کے ساتھ اور

نہایت قوی دلائل کے ساتھ دلوں کو اسلام کی طرف پھیرے گا اور وہی منکر رہ جائیں گے جن کے دل مسخ شدہ ہیں۔

خدا ایک ہوا چلا جائے گا جس طرح موسم بہار کی ہوا چلتی ہے اور ایک روحانیت آسمان سے نازل ہو گی اور مختلف بلاد اور ممالک میں بہت جلد پھیل جائے گی جس طرح بجلی مشرق و مغرب میں اپنی چمک ظاہر کر دیتی ہے ایسا ہی روحانیت کے ظہور کے وقت میں ہو گا۔ تب جو نہیں دیکھتے تھے وہ دیکھیں گے اور جو نہیں سمجھتے وہ سمجھیں گے اور امن اور سلامتی کے ساتھ راستی پھیل جائے گی۔

(کتاب البریّہ صفحہ ۲۷۰ حاشیہ مطبوعہ ۱۸۹۸ء۔ روحانی خزائن جلد ۱۳ صفحہ ۳۱۱، ۳۱۲ حاشیہ)

☆......☆......☆

"اے تمام لوگو! سن رکھو کہ یہ اس کی پیشگوئی ہے جس نے زمین و آسمان بنایا۔ وہ اپنی اس جماعت کو تمام ملکوں میں پھیلا دے گا اور حجت اور بُرہان کی رو سے سب پر ان کو غلبہ بخشے گا.......... دنیا میں صرف یہی ایک مذہب ہو گا جو عزت کے ساتھ یاد کیا جائے گا۔

خدا اس مذہب اور اس سلسلہ میں نہایت درجہ اور فوق العادت برکت ڈالے گا اور ہر ایک کو جو اس کے معدوم کرنے کا فکر رکھتا ہے نامراد رکھے گا اور یہ غلبہ ہمیشہ رہے گا یہاں تک کہ قیامت آ جائے گی۔ اگر مجھ سے ٹھٹھا کرتے ہیں تو اس سے کیا نقصان کیونکہ کوئی نبی نہیں جس سے ٹھٹھا نہیں کیا گیا۔ پس ضرور تھا کہ مسیح موعود سے بھی ٹھٹھا کیا جاتا۔

(تذکرۃ الشہادتین صفحہ ۶۴، ۶۵ مطبوعہ ۱۹۰۳ء۔ روحانی خزائن جلد ۲۰ صفحہ ۶۶)

☆......☆......☆

"نادان مخالف خیال کرتا ہے کہ میرے مکروں اور منصوبوں سے یہ بات بگڑ جائے گی اور یہ سلسلہ درہم برہم ہو جائے گا مگر یہ نہیں جانتا کہ جو آسمان پر قرار پا چکا ہے زمین کی طاقت نہیں کہ اس کو محو کر سکے.......... اور ضروری ہے کہ وہ اس سلسلہ کو چلاوے اور بڑھاوے اور ترقی دے جب تک وہ پاک اور پلید میں فرق کر کے نہ دکھلاوے۔

ہر ایک مخالف کو چاہئے کہ جہاں تک ممکن ہو اس سلسلہ کے نابود کرنے کے لئے کوشش کرے اور ناخنوں تک زور لگا وے اور پھر دیکھے کہ انجام کار وہ غالب ہوا یا خدا۔

پہلے اس سے ابوجہل اور ابولہب اور ان کے رفیقوں نے حق کے نابود کرنے کے لئے کیا کیا زور لگائے تھے مگر اب وہ کہاں ہیں۔ وہ فرعون جو موسیٰؑ کو ہلاک کرنا چاہتا تھا اب اس کا کچھ پتہ ہے؟ پس یقیناً سمجھو کہ صادق ضائع نہیں ہو سکتا.......... بدقسمت وہ جو اس وقت کو شناخت نہ کرے"۔

(ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ ۱۲۸ مطبوعہ ۱۹۰۵ء۔ روحانی خزائن جلد ۲۱ صفحہ ۲۹۵)

☆......☆......☆

"بار بار کے الہامات اور مکاشفات سے جو ہزارہا تک پہنچ گئے ہیں اور آفتاب کی طرح روشن ہیں خدا تعالیٰ نے میرے پر ظاہر کیا کہ میں آخر تجھے فتح دونگا اور ہر ایک الزام سے تیری بریت ظاہر کر دوں گا اور تجھے غلبہ ہو گا اور تیری جماعت قیامت تک اپنے مخالفوں پر غالب رہے گی اور فرمایا کہ میں زور آور حملوں سے تیری سچائی ظاہر کروں گا.......... ہر ایک چیز کے لئے ایک موسم اور وقت ہے..........۔

جب ان الہامات کے ظہور کا وقت آئے گا تو اس وقت یہ تحریر مستعد دلوں کے لئے زیادتی ایمان اور تسلّی اور یقین کا موجب ہو گی"۔

(انوار الاسلام صفحہ ۵۳ مطبوعہ ۱۸۹۴ء۔ روحانی خزائن جلد ۹ صفحہ ۵۴)

☆......☆......☆

"مخالف لوگ عبث اپنے تئیں تباہ کر رہے ہیں۔ میں وہ پودا نہیں ہوں کہ ان کے ہاتھ سے اکھڑ سکوں۔ اگر ان کے پہلے اور ان کے پچھلے اور ان کے زندے اور ان کے مُردے تمام جمع ہو جائیں اور میرے مارنے کے لئے دعائیں کریں تو میرا خدا ان تمام دعاؤں کو لعنت کی شکل پر بنا کر ان کے منہ پر مارے گا۔

دیکھو! صدہا دانشمند آدمی آپ لوگوں کی جماعت میں سے نکل کر ہماری جماعت میں ملتے جاتے ہیں۔ آسمان پر ایک شور برپا ہے اور فرشتے پاک دلوں کو کھینچ کر اس طرف لا رہے ہیں۔ اب اس آسمانی کارروائی کو کیا انسان روک سکتا ہے۔ بھلا اگر کچھ طاقت ہے تو روکو۔ وہ تمام مکر و فریب جو نبیوں کے مخالف کرتے رہے ہیں وہ سب کرو اور کوئی تدبیر اٹھا نہ رکھو۔ ناخنوں تک زور لگاؤ۔ اتنی بددعائیں کرو کہ موت تک پہنچ جاؤ پھر دیکھو کہ کیا بگاڑ سکتے ہو"۔

(اشتہار مؤرخہ ۲۹ر دسمبر ۱۹۰۰ء۔ مجموعہ اشتہارات جلد ۳ صفحہ ۳۹۲۔ اشتہار ۲۹ر دسمبر ۱۹۰۰ء)

بادشاہوں کا سلسلہ احمدیہ میں داخل ہونا

"مجھے.......... کشف صحیح سے معلوم ہوا ہے کہ ملوک بھی اس سلسلہ میں داخل ہونگے .... وہ ملوک مجھے دکھائے بھی گئے وہ گھوڑوں پر سوار تھے۔ اور یہ بھی اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں تجھے یہاں تک برکت دونگا کہ بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے۔ اللہ تعالیٰ ایک زمانہ کے بعد ہماری جماعت میں ایسے لوگوں کو داخل کرے گا اور پھر ان کے ساتھ ایک دنیا اس طرف رجوع کرے گی"۔ (الحکم ۳۱ر جولائی و ۱۰ر اگست ۱۹۰۲ء)

☆......☆......☆

"عالم کشف میں وہ بادشاہ دکھلائے گئے جو گھوڑوں پر سوار تھے اور کہا گیا کہ یہ ہیں جو اپنی گردنوں پر تیری اطاعت کا جؤا اٹھائیں گے اور خدا انہیں برکت دے گا"۔ (تجلیات الٰہیہ صفحہ ۱۷ مطبوعہ ۱۹۰۶ء۔ روحانی خزائن جلد ۲۰ صفحہ ۴۰۹ حاشیہ)

"یہ برکت ڈھونڈنے والے بیعت میں داخل ہونگے اور ان کے بیعت میں ہونے سے گویا سلطنت بھی اس قوم کی ہو گی.......... اصل بات یہ ہے کہ خدا کے کام تدریجی ہوتے ہیں۔ جب آنحضرت ﷺ مکہ معظّمہ کی گلیوں میں تکلیف اٹھاتے پھرتے تھے اس وقت کون خیال کر سکتا تھا کہ اس شخص کا مذہب دنیا میں پھیل جائے گا"۔

(الحکم ۲۴ر اکتوبر ۱۹۰۲ء)

☆......☆......☆

"بید انی رئیت فی مبشرة اریتها جماعة من المومنین المخلصین والملوك العادلین الصالحین. بعضهم من هذا الملك و بعضهم من العرب و بعضهم من فارس و بعضهم من بلاد الشام و بعضهم من ارض الروم و بعضهم من بلاد لا اعرفها ثم قیل لی من حضرة الغیب ان هؤلاء یصدّقونك و یؤمنون بك و یُصلّون علیك و یدعون لك و أُعطی لك بركات حتی یَتبرّك الملوكُ بثیابك أُدْخِلُهُم فی المخلصین."

ترجمہ: "میں نے ایک رؤیا میں ایک مخلص مومنوں اور عادل اور نیک بادشاہوں کی جماعت دیکھی۔ جن میں بعض اس ملک کے تھے اور بعض عرب کے تھے اور بعض فارس کے تھے اور بعض شام کے علاقوں کے تھے۔ اور بعض روم کے ملک کے تھے۔ اور بعض ایسے علاقوں کے تھے جنہیں میں نہیں جانتا۔

پھر مجھے غیب جاننے والے خدا نے بتایا کہ یہ لوگ تیرے مصدق ہونگے اور تجھ پر ایمان لائیں گے اور تجھ پر درود پڑھیں گے اور تیرے لئے دعائیں کریں گے اور میں تجھے اتنی برکتیں دونگا کہ بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکتیں پائیں گے"۔

(لجّۃ النور صفحہ ۴۳۔ روحانی خزائن جلد ۱۶ صفحہ ۳۳۹، ۳۴۰)

☆......☆......☆

"ذلك قدر الله و لا رآدّ لقدره وما قلت هذاالقول من الهوىٰ. ان هو الا وحی من رب السمٰوات العلی. و اوحی الی ربی و وعدنی انه سینصرنی حتی یبلغ امری مشارق الارض و مغاربها. تتموج بحورالحق حتی یعجب الناس حباب غواربها.

ترجمہ: "یہ اللہ تعالیٰ کی تقدیر ہے اور اس کی تقدیر کوئی ردّ نہیں کر سکتا.......... اللہ تعالیٰ نے مجھ پر وحی کی اور مجھ سے وعدہ فرمایا کہ وہ میری مدد فرمائے گا یہاں تک کہ میرا امر زمین کے مشرقوں اور مغربوں تک پہنچ جائے گا اور سچائی کے سمندر موجیں ماریں گے یہاں تک کہ ان کی بلند موجوں کے بلبلے لوگوں کو حیران کر دیں گے"۔ (لجّۃ النور صفحہ ۶۶، ۶۷۔ روحانی خزائن جلد ۱۶ صفحہ ۴۰۸)

☆......☆......☆

"حكم الله الرحمن الخليفة الله السلطان. یوتی له الملك العظیم. وتفتح علی یده الخزائن. ذٰلك فضل الله و فی اعینكم عجیب"

عربی الہام کا ترجمہ: "خدائے رحمٰن کا حکم ہے اس کے خلیفہ کے لئے جس کی آسمانی بادشاہت ہے۔ اس کو ملک عظیم دیا جائے گا اور خزائن اس کے لئے کھولے جائیں گے۔ یہ خدا کا فضل ہے اور تمہاری آنکھوں میں عجیب"۔

(حقیقۃ الوحی صفحہ ۹۲۔ روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۹۴)

حاشیہ: "کسی آئندہ زمانہ کی نسبت یہ پیشگوئی ہے جیسا کہ آنحضرت ﷺ کے ہاتھ میں کشفی رنگ میں کنجیاں دی گئی تھیں مگر ان کنجیوں کا ظہور حضرت عمر فاروقؓ کے ذریعہ سے ہوا۔

خدا جب اپنے ہاتھ سے ایک قوم بناتا ہے تو پسند نہیں کرتا کہ ہمیشہ ان کو لوگ پاؤں کے نیچے کچلتے رہیں۔

آخر بعض بادشاہ ان کی جماعت میں داخل ہو جاتے ہیں اس طرح پر وہ ظالموں کے ہاتھ سے نجات پاتے ہیں جیساکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لئے ہوا"۔

(حقیقۃ الوحی صفحہ ۹۲ حاشیہ۔ روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۹۴ حاشیہ)

اہل مکہ اور عرب اقوام حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر ایمان لائیں گی

"و انی رأیت ان اهل مكة یدخلون افواجا فی حزب الله القادر المختار. وهذا من رب السمآء و عجیب فی اعین اهل الارضین".

ترجمہ: اور میں دیکھتا ہوں کہ اہل مکہ خدائے قادر کے گروہ میں فوج در فوج داخل ہو جائیں گے اور یہ آسمان کے خدا کی طرف سے ہے اور زمینی لوگوں کی آنکھ میں عجیب۔ (نورالحق حصہ دوم صفحہ ۱۰۔ روحانی خزائن جلد ۸ صفحہ ۱۹۷)

"و ان ربی قد بشّر نی فی العرب وأَلْهَمَنِی ان اَمُونهم و أُرِیهم طریقهم و أُصْلِحَ لهم شُیونَهم۔

(حمامة البشریٰ صفحہ ۷ روحانی خزائن جلد ۷ صفحہ ۱۸۲)

ترجمہ: اور میرے رب نے عرب کی نسبت مجھے بشارت دی اور الہام کیا کہ میں ان کی خبر گیری کروں اور ٹھیک راہ بتاؤں اور ان کا حال درست کروں۔

"ان ارض دمشق تنیر و تشرق بدعوات المسیح الموعود بعد ما اظلمت بانواع البدعات".

باقی صفحہ نمبر ۱۰ پر ملاحظہ فرمائیں

خطبہ جمعہ

میں امید رکھتا ہوں کہ یہ صدی اختتام تک نہیں پہنچے گی جب تک جماعت کو اللہ تعالیٰ کروڑوں سے اربوں میں داخل نہ کر دے

اللہ اوپر سے نگرانی کر رہا ہے، کسی کو غلط راستے سے اوپر نہیں آنے دے گا

خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ سیدنا امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز- فرمودہ ۲۰ر نومبر ۱۹۹۸ء بمطابق ۲۰ر نبوت ۱۳۷۷ ہجری شمسی بمقام مسجد فضل لندن (برطانیہ)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأشهد أن محمداً عبده و رسوله-
أما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم- بسم الله الرحمٰن الرحيم -
الحمدلله رب العٰلمين - الرحمٰن الرحيم - مٰلك يوم الدين - إياك نعبد و إياك نستعين -
اهدنا الصراط المستقيم - صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين-
﴿وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ وَ تَبَتَّلْ اِلَيْهِ تَبْتِيْلاً﴾. (سورة المزمّل :۹)

یہ وہ مضمون ہے جو گزشتہ جمعہ سے جاری ہے اور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک اقتباس میں پڑھ رہا تھا جب کہ وقت ختم ہو گیا تو آج اس کے بقیہ حصے ہی سے میں خطبے کا آغاز کرتا ہوں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں "اور محض گمنام تھا اور ایک فرد بھی میرے ساتھ تعلق نہیں رکھتا تھا مگر شاذو نادر ایسے چند آدمی جو میرے خاندان سے پہلے ہی سے تعارف رکھتے تھے اور یہ وہ واقعہ ہے کہ قادیان کے رہنے والوں میں سے کوئی بھی اس کے برخلاف شہادت نہیں دے سکتا۔ بعد اس کے خدا تعالیٰ نے اس پیشگوئی کے پورا کرنے کے لئے اپنے بندوں کو میری طرف رجوع دلایا اور فوج در فوج لوگ قادیان میں آئے اور آرہے ہیں اور نقد اور جنس اور ہر ایک قسم کے تحائف کثرت سے لوگوں نے دئے اور دے رہے ہیں جن کا میں شمار نہیں کر سکتا"۔ (حقيقة الوحی، روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحه ۲۶۱، ۲۶۲)

یہ آغاز نبوت کا حال ہے اور ہر نبوت اسی طرح آغاز فرماتی ہے اس میں کوئی استثناء آپ نہیں دیکھیں گے۔ جتنے بھی انبیاء علیہم السلام گزرے ہیں ان کا بچپن میں اپنا یہی حال ہوا کرتا تھا اور گوشۂ گمنامی سے خدا اُن کو کھینچ کر نکالتا ہے۔ نبوت کے بعد بھی ایک قسم کا گوشۂ گمنامی پیدا ہو جاتا ہے ان لوگوں کے لئے جو نبی کے گرد اکٹھے ہوتے ہیں مگر اُس گوشۂ گمنامی میں اور اس میں فرق ہے۔ یہاں خدا کی نظرِ انتخاب پڑنے سے پہلے جو لوگ نبی بنائے جاتے ہیں ان کا حال ہے لیکن نبوت کے بعد پھر یہی سلسلہ دوبارہ خلافت میں بھی شروع ہو جایا کرتا ہے۔ اس کی چند مثالیں میں آپ کے سامنے رکھوں گا مگر اس کو نبوت سے تشبیہ دینا جائز نہیں، نہ نبوت سے اس کی تعبیر کی جاسکتی ہے کیونکہ دونوں چیزوں میں بہت فرق ہے۔

بہرحال حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے یہ اقتباس پڑھتے ہوئے میں جماعت کو یہ متوجہ کرنا چاہتا ہوں کہ فرمایا "فوج در فوج لوگ قادیان میں آئے اور آرہے ہیں"۔ یہ جو سلسلہ ہے فوج در فوج آنے کا یہ سلسلہ جاری و ساری ہے۔ **آج جو جماعت احمدیہ مشاہدہ کر رہی ہے کہ واقعۃً فوجوں کی طرح لاکھوں کی تعداد میں بعض ممالک میں احمدی بن رہے ہیں، جماعت میں داخل ہو رہے ہیں یہ کوئی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وقت سے الگ سلسلہ نہیں ہے۔ وہی سلسلہ ہے جو مسلسل جاری ہے اور بڑھتا چلا جا رہا ہے۔** اس لئے کوئی غلط فہمی یہ نہیں ہونی چاہئے کہ ہمارے زمانے میں تو معاملہ اور بڑھ گیا ہے۔ یہ ایک ہی زمانہ ہے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا زمانہ اور آپؑ کے زمانے میں جو پیشگوئیاں شروع میں ظاہر ہونی شروع ہوئی ہیں وہ تدریجاً اور نسبتاً زیادہ تیز رفتار سے آگے بڑھتی رہی ہیں اور یہ رفتار آئندہ زمانوں میں اللہ بہتر جانتا ہے کہ کتنی قوت اور شدت اختیار کر لے گی۔ مگر جو کچھ بھی ہوا ہے یہ اللہ کا احسان ہے اور اس احسان کے تابع ہماری گردنیں جھکی رہنی چاہئیں کیونکہ تقریباً ایک سو سال کے بعد اللہ تعالیٰ نے دوبارہ ان چیزوں میں اسی طرح تیزی پیدا کر دی جس طرح پہلے زمانے میں پیدا فرمائی تھی۔

اور جو ہم نے دیکھا ہے فوجوں کا نظارہ، یہ قسمت سے قوموں کو دکھایا جاتا ہے۔ پس جماعت احمدیہ کا تکبّر کا تو کوئی مقام ہی نہیں، نعوذ باللہ من ذلک، وہ تو شیطان کا کام ہے مگر فخر و مباہات بغیر تکبّر کے بھی کسی طرح بھی درست نہیں۔ سر جھکنا چاہئے ان کامیابیوں پر۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا بھی سر جھکتا ہی رہا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا سر ہر بڑی کامیابی پہ اور بھی زیادہ جھک جایا کرتا تھا یہاں تک کہ جب فتح مکہ کے وقت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم مکہ میں داخل ہوئے تو کجاوے سے سر لگ گیا تھا، جھکتے جھکتے وہیں سجدہ کیا ہوا تھا۔ تو یہ ایک مومن کی غیر مومن سے ایک امتیازی شان ہے۔ مومن کو جب اللہ تعالیٰ کامیابیاں عطا فرماتا ہے تو اس کا سر اور بھی جھک جاتا ہے۔ کافر کو جب کامیابیاں عطا کرتا ہے یا کافر سمجھتا ہے کہ مجھے خود اپنے زور بازو سے کامیابیاں نصیب ہو رہی ہیں تو اس کا سر اور اکڑنے لگتا ہے۔ مومن کا سر اٹھتا ہے تو خدا کے حضور نہیں، بعض دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم بھی سر اونچا کر کے خود چلے اور لوگوں کو چلنے کی تلقین فرمائی وہ غیروں پر اس اظہار کے لئے کہ خدا نے دیکھو ہمیں کیسا اعزاز بخشا ہے ورنہ نفس بہرحال بچھا ہی رہتا ہے اور ہمیشہ کامیابیوں کے بعد اور بھی زیادہ بچھتا ہی چلا جاتا ہے۔

تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جو یہ فرمایا، "آرہے ہیں اور نقد اور جنس اور ہر ایک قسم کے تحائف اس کثرت سے لوگوں نے دئے اور دے رہے ہیں جن کا میں شمار نہیں کر سکتا"۔ اب جو یہ سلسلہ بڑھ گیا ہے اس میں تو واقعی آدمی حیران رہ جاتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی برکتیں کس طرح جاری ہیں اور یہ سلسلہ جو ہے مختلف ملکوں سے، مختلف دنیا سے تحائف کے آنے کا سلسلہ یہ کسی شمار میں نہیں آسکتا اور یہ سب اللہ تعالیٰ کی وہ شان ہے جو نبیوں پر اور نبیوں کے غلاموں پر ظاہر کیا کرتا ہے۔

پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں "میں ایک زاویۂ گمنامی میں مستور و محجوب تھا اور میرے ساتھ ایک بھی انسان نہ تھا اور نہ کسی کو توقع تھی کہ مجھے یہ مرتبہ ملے گا"۔ زاویہ جو دو خطوط، دو لکیریں ایک دوسرے سے الگ ہوتی ہیں ایک مرکز سے تو یہ کونہ جو ہے اس کو زاویہ کہتے ہیں اور سارے اس عرصے میں جب کہ دو خطوط ایک دوسرے سے جدا ہوتے چلے جاتے ہیں سب سے تنگ زاویہ ہوا کرتا ہے تو اس لئے اردو میں زاویہ کا محاورہ ایک الگ سی جگہ بالکل خاموش سی جگہ شمار کی جاتی ہے ویسے زاویہ تو اَینگل (Angle) کو کہتے ہیں مگر یہاں زاویہ سے مراد گوشۂ تنہائی ہے۔ ایک انسان اگر چھپنا چاہے تو چھپتے چھپتے زاویے سے آگے تو نہیں نکل سکتا۔ تو مراد یہ ہے کہ ایسا عزلت نشین تھا، ایسا تنہائی پسند تھا کہ جس حد تک مجھے توفیق تھی میں ایک کونے میں چھپا رہتا تھا۔

"اور میرے ساتھ ایک بھی انسان نہ تھا اور نہ کسی کو توقع تھی"۔ یہ بھی ایک یاد رکھنے والی بات ہے کہ بعض لوگ جب کسی شخص سے توقع رکھتے ہیں کہ یہ بڑا بن جائے گا یا بڑا ان کی نظر میں ہو گیا ہو تو اس کے گرد ہجوم اکٹھا ہو جایا کرتا ہے تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کوئی ایسا کمال ظاہر کر کے منتشر نہیں کیا جس کے نتیجے میں لوگوں کو یہ توقع ہو کہ یہ بڑا آدمی بننے والا ہے اس لئے ابھی سے اس کے گرد اکٹھے ہو جاؤ۔ اور جو بڑا آدمی بنتے ہوئے دیکھ کر اس کے گرد اکٹھے ہوا کرتے ہیں ان میں خلوص ہوتا ہی نہیں وہ دراصل اس کی بڑائی نہیں بلکہ اپنے نفس کی بڑائی کے لئے اکٹھے ہوا کرتے ہیں۔ اس لئے یہ بھی اللہ کی شان ہے کہ سلسلۂ نبوت کو اس طرح جاری فرماتا ہے کہ صرف مخلصین اکٹھے ہوں اور جن کو اپنے نفوس کی پرواہ ہے اور بنی نوع انسان یا اللہ کی پرواہ نہیں وہ اکٹھے ہوتے ہی نہیں ان کو اپنے کام سے کام ہے اس شخص کو تنہا الگ پڑا رہنے دیتے ہیں۔

تو فرمایا "نہ کسی کو توقع تھی کہ مجھے یہ رتبہ ملے گا بلکہ میں خود اس آئندہ شان و شوکت سے محض بے خبر تھا"۔ وہم و گمان میں بھی نہیں تھا کہ ایک شان و شوکت میرے لئے خدا تعالیٰ کی طرف سے بنائی جائے گی۔ "اور سچ تو یہ ہے کہ میں کچھ بھی نہ تھا"۔ یعنی، شان و شوکت، کہتے ہی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جذبۂ انکساری نے اس بات کو کھول دیا کہ لوگ یہ نہ سمجھیں کہ کوئی ایسی شان و شوکت ہے جو مجھے اپنی طاقتوں، اپنی صلاحیتوں کی وجہ سے ملی ہے۔ فرمایا "میں کچھ بھی نہیں تھا بعد میں خدا نے محض اپنے فضل، سے نہ میرے کسی ہنر سے مجھے چن لیا۔ میں گمنام تھا مجھے شہرت دی اور اس قدر جلد شہرت دی کہ جیسا کہ بجلی ایک طرف سے دوسری طرف اپنی چمکار ظاہر کر دیتی ہے"۔

اب دیکھ لیجئے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ فرمانا کہ نہ میرے کسی ہنر سے مجھے چن لیا۔ یہ ہُنر تو تھا مگر ان معنوں میں ہُنر نہیں جن معنوں میں دنیا ہُنر سمجھتی ہے۔ آپ کا ہُنر تقویٰ تھا لیکن دنیاوی علوم آپ کو کیا حاصل تھے ایک معمولی استاد سے جو دیہات کا استاد ہوتا ہے آپ نے چند اسباق کچھ عرصہ تک پڑھے تھے اور اس کے نتیجے میں جو وجود نکلا ہے وہ تمام دنیا میں عربی کا چیلنج دینے والا اور فصاحت و بلاغت میں ایک حیرت انگیز کمال دکھانے والا انسان نکلا۔ عربی آپ کا کلام دیکھ لیں پھر فارسی کلام دیکھ لیں، پھر اردو کلام دیکھ لیں۔ پنجاب کے دیہات کا ایک بچہ اس شان کا زبان دان بن جاتا ہے کہ بہت بڑے بڑے اس زمانے کے اردو لکھنے والوں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وصال پر لکھا کہ آپ کے قلم میں تو جادو تھا، آپ کی مٹھیاں جیسے بیٹری کی تاروں کی مٹھیاں ہوں ان کے ہاتھوں میں طاقتیں تھمائی گئی تھیں اور جب لکھتے تھے تو ایک لکھنے والے نے لکھا کہ بلندیٔ ہند میں کوئی ایسا لکھنے والا نہیں۔

اب آپ سوچ لیں کہ جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں "مجھ میں کوئی ہنر نہیں تھا" تو بالکل سچ فرما رہے ہیں۔ ایسے بچے کو جو ایک دیہاتی ماحول میں پلا ہو اس قدر زبان دانی، ایسا حیرت انگیز کمال ہو کہ آپ کے بعض اشعار ایسے ہیں بلکہ اکثر اشعار اگر آپ غور کریں تو ایسے ملیں گے کہ وہ آج بھی پڑھیں تو لگتا ہے ابھی زندہ ہیں، دھڑک رہے ہیں۔ جتنا آپ غور کریں مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کلام پر اتنا ہی آپ اس بات کو محسوس کریں گے کہ اور کسی کلام میں یہ بات نہیں ہے۔ نثر کا ہو یا نظم کا اس کلام کی زندگی الگ ہے۔ وہ دھڑکتا ہوا زندہ وجود ہے ایسا کلام جس پہ کبھی موت نہیں آیا کرتی۔

تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام جب یہ کہتے ہیں خدا کے حضور کہ میرے پاس کوئی ہنر نہیں تھا مجھے چن لیا تو بالکل درست ہے واقعۃً کوئی ہنر نہیں تھا مگر ایک ہنر تھا جو تقویٰ تھا۔ اللہ کا خوف، اللہ سے محبت اور یہ بہت بڑا ہُنر ہے۔ **تو تمام وہ احمدی جو چاہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ انہیں ہُنر عطا کرے، ان کو یہ بات اچھی طرح سمجھ لینی چاہئے کہ تقویٰ کے بغیر کبھی کوئی ہُنر نہیں مل سکتا۔ خصوصاً ایسے لوگوں کو جن کی تمنائیں اور امنگیں سب دین سے وابستہ ہوں، اللہ کی ذات سے تعلق رکھتی ہوں۔ تو آپ میں سے سب کو تقویٰ کی تلاش کرنی چاہئے، تقویٰ ہی پر زور دینا چاہئے۔ اور تقویٰ نصیب ہو جائے تو سب کچھ نصیب ہو گیا** ۔ کیونکہ تقویٰ مل جائے تو پھر اللہ مل جاتا ہے اور اللہ مل جائے تو پھر اور کیا باقی رہ جاتا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ تعالیٰ نے فرمایا "جے توں میرا ہو رہویں سب جگ تیرا ہو" کہ اگر تو میرا ہو جائے تو سارا جگ تیرا ہے۔ تیرے پاس اور کیا رہ جائے گا جو تیرا نہیں ہے، ساری دنیا تیری ہو جائے گی۔ تو یہ گُر ہے خدا تعالیٰ کے ہو جانے کا۔ مگر یہ خاص بات پیش نظر رہنی چاہئے کہ جو خدا کے ہوتے ہیں ان کو دنیا کی پرواہ بھی نہیں ہوتی۔ دنیا ملتی ہے اس طرح کہ ٹھونسی جاتی ہے ان پر۔ دنیا کی خواہش کی وجہ سے وہ خدا سے نہیں ملا کرتے۔ خدا کی خواہش کی وجہ سے دنیا ان سے ملتی ہے۔ یہ دو چیزوں میں بہت بڑا فرق ہے۔ بعض لوگ اس لئے ملتے ہیں کہ وہ جانتے ہیں کہ اس کے ملنے سے خدا ملے گا اور اس کے ساتھ ان کا جو کچھ ہے وہ سب حاضر کر دیتے ہیں۔ تو یہ دو رُخ ہیں ان کو سمجھنا چاہئے۔ ایک خدا کی طرف رُخ ہے ایک دنیا کی طرف رُخ ہے۔ جس کا دنیا کی طرف رُخ ہو گا اگر وہ چاہے کہ خدا مل جائے اور پھر مجھے دنیا ملے تو ہمیشہ نامراد رہے گا، ناکام رہے گا۔ "نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم"۔ ان کو کچھ بھی حاصل نہیں ہو گا اور جو واقعۃً خدا چاہتا ہے اور دنیا کی ادنیٰ بھی لگن نہیں رکھتا یا نیت نہیں رکھتا کہ مجھے دنیا ملے اسے اللہ تعالیٰ ضرور دنیا عطا کیا کرتا ہے مگر اس طرح کہ دنیا سے اس کا تعلق ایک سرسری سا تعلق ہے کبھی بھی وہ اس کا مقصود نہیں بنتی۔ یہ امور ہیں جنہیں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اسی مضمون میں مزید واضح فرماتے چلے جا رہے ہیں۔

"میں گمنام تھا مجھے شہرت دی اور اس قدر جلد شہرت دی کہ جیسا کہ بجلی ایک طرف سے دوسری طرف اپنی چمکار ظاہر کر دیتی ہے"۔ اس اقتباس کو پڑھ کے مجھے ہمیشہ ایم ٹی اے یاد آتا ہے کہ کس طرح حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تصویر اور آپؑ کا ذکر واقعۃً بجلی کی چمکار کی طرح کُل عالَم میں پھیل رہا ہے اور ایک لمحے سے بھی کم عرصے میں آپؑ کی آواز، آپؑ کا کلام، آپؑ کا ذکر، آپؑ کے صحابہ کا ذکر یہ ساری دنیا میں پھیل جاتا ہے ۔ اور الفاظ خدا تعالیٰ نے آپ کی زبان سے ایسے نکال دیئے جنہوں نے لازماً پورا ہونا تھا ورنہ اس زمانے میں "جیسے بجلی ایک طرف سے دوسری طرف اپنی چمکار ظاہر کر دیتی ہے"۔ ظاہری طور پر اس طرح نہیں تھا۔ شہرت بہت نصیب ہوئی لیکن بجلی کی چمکار والی بات میرے نزدیک خدا نے آپ کے منہ سے کہلوائی اور جو مستقبل میں لازماً پوری ہونی تھی۔

"اور میں نادان تھا مجھے اپنی طرف سے علم دیا"۔ اس میں کوئی شک نہیں سارا علم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ ہی کی طرف سے عطا ہوا ہے۔ "اور میں کوئی مالی وسعت نہیں رکھتا تھا اس نے کئی لاکھ روپے کی میرے پر فتوحات کیں"۔ اب اس زمانے کے کئی لاکھ روپے اب ارب روپے بن چکے ہیں، وہی سلسلہ ہے۔ ویسے تو جو روپے دنیا میں لگائے جائیں وہ بچے نہیں دیتے۔ یہی تعریف آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے روپے کی کی کہ روپے بچے تو نہیں دیا کرتے اس لئے سود کا کوئی سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔ اگر بینک میں پڑے رہیں گے تو بے کار بیٹھے بیٹھے بچے کیسے دیدیں گے۔ کم تو ہو جایا کرتے ہیں Inflation وغیرہ کی وجہ سے مگر بڑھا نہیں کرتے۔ لیکن یہ ایک مضمون ہے جو سود کی مناہی کی حکمت سمجھانے کے لئے تھا مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے دوسرے کلام سے اور قرآن کریم کے اسی مضمون سے جو سود سے تعلق رکھتا ہے یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ جو خدا کو دیا جائے اور وہ سود پر نہ لگایا جائے وہ ضرور بچے دیتا ہے اور بعض دفعہ اتنا بڑھتا ہے کہ سنبھالا نہیں جاتا۔

پس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جو وہ چند روپے، لاکھ روپے تھے جو خدا کی خاطر آپ کو دیئے گئے وہ ضرور پھلے اور پھولے ہیں۔ انہوں نے بے انتہا بچے دیئے ہیں اور آج جو ہم ریل پیل دیکھ رہے ہیں جماعت میں دولتوں کی، انبار لگے ہوئے ہیں یہ سب اسی کی برکت ہے۔ میں نے کئی دفعہ ذکر کیا ہے شکر یاد دلانے کی خاطر پھر کرتا ہوں کہ اتنے بڑے بڑے کام جماعت کو توفیق مل رہی ہے کرنے کی مگر ایک کام بھی روپے کی کمی کی وجہ سے نہیں رُکا۔ حیرت انگیز سلوک ہے اللہ کا کہ کام ذہن میں آتا ہے کہ یہ کام ہونا چاہئے اور روپوں کی بارش شروع ہو جاتی ہے۔ بہت سی ایسی تحریکات ہیں جن کا جماعت کو پتہ بھی نہیں ان کی ضرورت ہی نہیں پڑی۔ کاموں کا سلسلہ خدا پھیلا رہا ہے اور ساتھ ضروریات خود بخود پوری کرتا چلا جا رہا ہے تو جو روپوؤں کی فتوحات ہیں یہ ہے مراد اس سے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا کلام بہت فصیح و بلیغ ہے ورنہ ایک انسان کہہ سکتا ہے کہ مجھے کئی لاکھ روپے دیئے۔ دیکھیں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ نہیں فرمایا۔ فرمایا ہے، "اس نے کئی لاکھ روپے کی میرے پر فتوحات کیں"۔ بہت گہرا جملہ ہے۔ "میرے پر فتوحات کیں"۔ مراد یہ ہے کہ دل فتح ہوئے ہیں تو یہ روپے آئے ہیں۔ جو فتوحات مجھے دنیا میں نصیب ہوئی ہیں لوگوں کے دل جیتے گئے، لوگوں کے دل اس طرف پھیرے گئے، کثرت سے لوگ سلسلے میں داخل ہوئے یہ فتوحات ہیں جن کے نتیجے میں روپے آئے ہیں اور جتنی فتوحات بڑھتی چلی جائیں گی اتنا ہی اسی قسم کا پاکیزہ روپیہ آتا چلا جائے گا۔

"اور میں اکیلا تھا اور اس نے کئی لاکھ انسانوں کو میرے تابع کر دیا"۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی روح اب جماعت کو دیکھ کر کتنا خوش ہو گی کہ کئی کروڑ کا دعویٰ کر سکتے ہیں آپ اور آئندہ مجھے دکھائی دے رہا ہے کہ وہ زمانہ دور نہیں کہ کئی ارب کا دعویٰ کر سکیں گے اور **میں امید رکھتا ہوں کہ یہ صدی اختتام تک نہیں پہنچے گی جب تک جماعت کو اللہ تعالیٰ کروڑوں سے اربوں میں داخل نہ کر دے** ۔ یہ مولوی کیا چیز ہیں ان کی تو حیثیت ہی کچھ نہیں بے چاروں کی۔ صرف جلن، صرف حسد۔ کچھ بھی ان کے حصے میں نہیں۔ اور جماعت کو اللہ تعالیٰ فتوحات پر فتوحات عطا فرماتا چلا جا رہا ہے۔

"اور زمین و آسمان دونوں میں سے میرے لئے نشان ظاہر فرمائے"۔ اب یہ نشانوں کا سلسلہ ہے جو ان فتوحات کو آگے بڑھایا کرتا ہے اور یہ نشانات ایسے ہیں جن کا تعلق ہر احمدی کی ذات سے ہے۔ جو بھی سچا احمدی ہے وہ اپنے دل کو ٹٹول کر دیکھ لے اس کو خدا نے ضرور کوئی نشان دکھائے ہیں یا اس کی دعاؤں کے طفیل یا اس کے حق میں قبول ہونے والی دعاؤں کے طفیل۔ کئی طرح سے خدا تعالیٰ نشان دکھاتا ہے اور **لکھوکھہا ایسے احمدی ہیں جن کو خدا تعالیٰ نے اپنے وجود کا ثبوت اپنے نشانات کے ذریعہ دیا اور اس ثبوت سے بڑھ کر، اس سے بہتر اور کوئی ثبوت نہیں ہوا کرتا۔**

"میں نہیں جانتا کہ اس نے میرے لئے یہ کیوں کیا"۔ سب کے بعد آخر یہ فرما رہے ہیں "میں نہیں جانتا کہ اس نے میرے لئے یہ کیوں کیا کیونکہ میں اپنے نفس میں کوئی خوبی نہیں پاتا"۔ (حقیقة الوحی ، روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۲۴۷)۔ اس کا مطلب بظاہر تو یہ بات ایسی لگتی ہے جو درست نہیں، میں نہیں جانتا کہ کیوں کیا۔ آپ جانتے تھے کہ اللہ سے مجھے محبت سہی، ہمیشہ سے محبت تھی، ہمیشہ رہے گی، محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سے محبت تھی اور رہے گی۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کو کشوف میں دکھا بھی دی گئی یہ وجہ کہ یہ وجہ ہے جو تجھے چن لیا ہے۔ تو جس بات کا انکار ہے وہ یہ ہے کہ میں اپنے نفس میں کوئی خوبی نہیں پاتا۔ اپنے نفس کی وہ خوبی جو دنیاوی فتوحات کا موجب بنا کرتی ہے اس کا انکار ہے دراصل، اپنے آپ کو نہ عالم سمجھتے تھے، نہ زبان دان سمجھتے تھے، نہ کسی قسم کی سیاست سے آپ کا کوئی تعلق تھا تو دنیا میں تو یہی چیزیں ہوا کرتی ہیں جن کے نتیجے میں فتوحات نصیب ہوا کرتی ہیں۔ تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام یہاں کہہ رہے ہیں میں نہیں جانتا تو محض یہ مراد ہے ورنہ خدا کی محبت اور رسول کی محبت جس کے نتیجے میں یہ سب کچھ عطا ہوا اس کا تو آپ کو علم تھا بہر حال۔

پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:-

EARLSFIELD FOUNDATION

(Hospital Division)

Competition for young Architects to design a Hospital

First Prize 100,000 rp, Second Prize 50,000 rp,Third Prize 25,000 rp

***For further details write to:*The Manager**

175, Merton Road .London SW18 5EF. U.K.

"مجھ کو کیا ملکوں سے میرا ملک ہے سب سے جدا ☆ مجھ کو کیا تاجوں سے میرا تاج ہے رِضوان یار"

مجھے ملکوں سے کیا غرض ہے، مجھے کوئی دلچسپی نہیں، "میرا ملک ہے سب سے جدا"۔ اب اس کے باوجود جماعت احمدیہ کو ملکوں سے کیوں غرض ہے۔ یہ میں آپ کو سمجھا دینا چاہتا ہوں۔ ہمیں ان ملکوں سے دلچسپی ہے جن میں احمدیت پھیلے تو ایک جُدا ملک بن جائے۔ وہ ملک نہ رہیں جن کو دنیا ملک کہا کرتی ہے۔ جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کہتے ہیں "میرا ملک ہے سب سے جُدا" تو جتنے ملکوں میں بھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ماننے والے بنتے چلے جا رہے تھے ان کا ملک بھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرح ایک جُدا ملک بنتا چلا جا رہا تھا۔

تو بعض لوگ شاید تعجب کریں کہ ہم جو باتیں کرتے ہیں ایک سو ساٹھ ملکوں میں پھیل گئے، اتنے ملکوں میں پھیل گئے تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس ارشاد کی مخالفت تو نہیں ہو رہی کہیں، نعوذ باللہ من ذلک، ہر گز نہیں۔ اس لئے کر رہے ہیں تا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا جدا ملک ساری دنیا پہ چھا جائے۔ مشرق کے ایک کنارے سے مغرب کے دوسرے کنارے تک اور پھر مشرق تک ایک ہی ملک ہو جو سب سے جدا ہو جو اللہ کا ملک ہے اور وہی تاج مانگتے ہیں جو رضوان یار کا تاج ہے۔ "مجھ کو کیا تاجوں سے میرا تاج ہے رضوانِ یار"۔ اگر ہم اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ توفیق حاصل کر لیں یعنی جماعت احمدیہ کوشش کے ذریعے، محنت کے ذریعے، خلوص کے ذریعے، مسلسل قربانی کے ذریعے، ان تھک محنتوں سے اور صبر کے ساتھ یہ مقام حاصل کر لے کہ سب دنیا پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی بادشاہی ہو جائے یا دوسرے لفظوں میں اسی کا دوسرا نام ہے اللہ کی بادشاہی ہو جائے کیونکہ محمدؐ رسول اللہ کا تاج وہ تاج ہے جو رضوان یار کا تاج آپ کے سر پر رکھا گیا ہے۔ جب ہم کہتے ہیں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی بادشاہی ہو تو ہر گز مراد نہیں کہ وہیں رک جاتے ہیں سوائے اس کے کوئی معنی ذہن میں آ ہی نہیں سکتا کہ اللہ کی بادشاہی ہو۔ پس اس پہلو سے جب رضوان یار کا تاج مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سر پر رکھا جائے گا تو یہی وہ تاج ہے جو محمدؐ رسول اللہ کے سر پر خدا تعالیٰ نے رکھا تھا اور وہی تاج ورثے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نصیب ہوا مگر ورثے میں کہہ تو سکتے ہیں مگر نہیں بھی کہہ سکتے، کیونکہ عملاً رسول اللہ کا ہی تاج ہے جس نے آگے بڑھنا ہے، جس کی فرمانروائی نے پھیلتے چلے جانا ہے۔

اب یہی سلسلہ خدا تعالیٰ، جیسا کہ میں نے عرض کیا تھا، آگے خلفاء میں بھی جاری فرماتا ہے لیکن ایک فرق کے ساتھ۔ اس فرق کی وضاحت میں پہلے کر چکا ہوں۔ اب میں حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذکر کرتا ہوں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہ جو اس سے پہلے عادتیں تھیں یعنی احمدیت سے پہلے کی اور بچپن سے ان میں کوئی فرق نہیں آیا اور آپ کا علم اور حکمت کا دربار جاری تھا۔ لوگوں کو اپنی طرف کھینچنے کے لئے نہیں بلکہ لوگوں کو افادہ پہنچانے کے لئے، فائدہ پہنچانے کی غرض سے۔ جس نے چاہا آیا آ کے بیٹھ گیا۔ آپ نے کبھی کوئی روک نہیں ڈالی اور دن رات آپ کا یہی کام تھا خدمت قرآن اور بنی نوع انسان کی خدمت علم شفاء کے ذریعہ اور بسا اوقات یہ دونوں کام ساتھ ساتھ بھی جاری رہتے تھے۔ قرآن کریم کا درس ہو رہا ہے اور ساتھ ہی مریضوں کا بھی دور دورہ ہے۔ وہ بھی آتے چلے جا رہے ہیں تو جہاں درس ختم ہوا وہاں مریضوں کو دیکھنے لگ گئے۔ تو یہ جو سلسلہ ہے یہ اس غرض سے نہیں تھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانے میں جب یہ دور جاری رہا ہے اس زمانے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دربار کے علاوہ آپ نے کوئی دربار لگایا ہو۔ ہر گز ایسا کبھی نہیں ہوا۔ آپ کے ہاں جو لوگوں کا جم غفیر ہوتا تھا وہ جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ملنے والے آیا کرتے تھے ان میں سے ایک طبقہ آپ کے پاس بھی پہنچا کرتا تھا اور آپؓ کے پاس بیٹھ کر ان کا رخ پہلے سے زیادہ شدت اور زور کے ساتھ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف پھرا کرتا تھا۔ ایک بھی واقعہ آپ کو آپؓ کی زندگی میں نہیں ملے گا کہ آپ نے بازاروں میں یا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خطبات کے بعد یا آپ کے جلسوں کے بعد بازاروں میں کھڑے ہو کر اپنا دربار لگایا ہو کبھی بھی ایک واقعہ آپ کی ساری زندگی میں آپ کو نہیں ملے گا۔

اور جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے انتظار میں کھڑے ہوتے تھے تو حضرت خلیفۃ المسیح الاول اس وقت اس طرح نہیں کھڑے ہوتے تھے جیسے بعد میں خلیفۃ المسیح الاول بن کر کھڑے ہوئے ہیں بلکہ عام لوگوں میں سے ایک آپؓ بھی ہوا کرتے تھے۔ سب کا رخ اس طرف ہوا کرتا تھا جدھر سے مسیح موعود علیہ السلام نے نکلنا ہے اور جہاں تک آپ کے بیٹھنے کا انداز تھا، آپ حتی المقدور جوتیوں میں بیٹھا کرتے تھے اور بہت سے لوگ جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قرب میں تھے وہ بہت نمایاں دکھائی دیا کرتے تھے اسی لئے کہ آپ کو کوئی غیر معمولی شہرت نہ حاصل ہو جائے۔ آپ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صحبت سے الگ نہیں رہ سکتے تھے مگر اکثر جوتیوں میں بیٹھا کرتے تھے اور یہ واقعہ آپ نے سنا ہو گا کئی دفعہ کہ ایک پٹھان جنہوں نے اس حالت میں حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کو دیکھا ہوا تھا جب وہ قادیان پہنچے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وصال کے بعد تو باغ میں جہاں حضرت خلیفۃ المسیح الاول بیعت لے رہے تھے اس نے دیکھا تو حیران رہ گیا۔ اس کے منہ سے ایک بہت پیارا کلمہ نکلا جو ہمیشہ جماعت کی تاریخ میں سنہرے حروف سے لکھا جائے گا۔ اس نے کہا کہ میں نے دیکھا، میں نے کہا او ہو یہ تو جوتیوں سے خلافت لے گیا یعنی مسیح موعودؑ کی جوتیوں سے اس نے خلافت اٹھا لی، مگر نیت نہیں تھی، اس لئے جوتیوں میں نہیں بیٹھتے تھے کہ خلافت اٹھا لیں وہاں سے۔ جوتیوں میں بیٹھتے تھے تو مسیح موعود کے مقابل پر اپنا مقام یہ سمجھتے تھے۔ اور اسی وقت آگے گئے ہیں جب مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام خود بلایا کرتے تھے۔ بسا اوقات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بعض علماء کی ضرورت پڑتی تھی اور حضرت خلیفۃ المسیح الاول بہت بلند پایہ، بہت چوٹی کے عالم تھے تو اس وقت آپ بلا لیا کرتے تھے اور اپنے پاس بٹھا لیا کرتے تھے مگر آپ کا خود دستور نہیں تھا۔

یہ جو سلسلہ ہے یہ میں نے عرض کیا تھا یہ ہمیشہ جاری رہتا ہے اور لوگ یاد رکھیں اگر انہوں نے کچھ حاصل کرنا ہے تو حاصل کرنے کی نیت سے ان کو کچھ نہیں ملے گا۔ اگر خلوت پسند کریں گے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے آغاز میں دکھائی دیتی ہے، یعنی وہ نبوت والی خلوت تو ان کو نصیب ہو ہی نہیں سکتی مگر اس سے مشابہ، اس کی غلامی میں ایک خلوت کا جذبہ ان کے دل میں ہونا چاہئے اور لوگوں کے جمگھٹے سے طبعاً طبیعت کو گھبرانا چاہئے۔ اب یہ باتیں اچھی طرح ذہن نشین کر لیں۔ میں جب اپنی بات بیان کرنے لگا ہوں تو یہ محض اس بات کو مزید کھولنے کیلئے۔ مجھے یاد ہے ربوہ میں ہمیشہ جب بھی حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ کا خطبہ ہوا کرتا تھا تو میری کوشش ہوتی تھی کہ کسی ایسی جگہ کونے میں بیٹھوں، دیوار کے ساتھ، کہ نماز ختم ہوتے ہی میں نکل سکوں اور سنتیں گھر میں ادا کیا کرتا تھا۔ اس کا مجھے یہ فائدہ پہنچا کرتا تھا کہ لوگوں کا میری طرف کسی قسم کا بھی خیال نہیں منتقل ہوتا تھا۔ کوئی ہجوم نہیں تھا کہ وہ اکٹھے ہو جاتے۔ تو طبیعت میں ایسی نفرت تھی اس بات سے کہ وہاں خلیفۃ المسیح کی موجودگی میں میری کوئی الگ مجلس لگ رہی ہو کہ ہمیشہ نکل جایا کرتا تھا اور جب یہ مشکل ہوتی تھی تو باہر ہمیشہ جوتیوں میں نماز پڑھا کرتا تھا، پاس ہی سائیکل رکھی ہوتی تھی، نماز پڑھتے ہی بہت تیزی سے اپنے گھر واپس چلا جایا کرتا تھا۔ وہاں پہنچ کر پھر سنتیں ادا کرنے کی توفیق ملا کرتی تھی۔

تو یہ بات کہ باہر کھڑے ہو کر یا کسی مجلس میں اس کے بعد ایک جمگھٹا لگایا جائے اور انتظار کیا جائے کہ اب لوگ مصافحہ کر کر کے گزر رہے ہوں یہ مناسب نہیں ہے، یہ ایک ناپسندیدہ حرکت ہے اور اس کو اللہ تعالیٰ قبول نہیں کیا کرتا اور ایسے لوگوں کو کوئی رتبہ بھی نہیں ملا کرتا۔ یہ ایک تقدیر الٰہی ہے جس سے اگر کسی نے ٹکرانا ہے تو ٹکرا کے دیکھ لے اس کا سر ٹوٹے گا مگر اس تقدیر میں کوئی تبدیلی نہیں دیکھو گے۔ بعض دفعہ آپ دیکھتے ہونگے جلسوں کے بعد لوگ مجلسیں لگاتے ہیں ارد گرد کھڑے ہوتے ہیں مگر ان میں اور جو میں بات کر رہا ہوں ایک بڑا فرق ہے۔ ان مجلسوں میں ہر دوست ایک دوسرے کو دیکھتا ہے اور ہر ایک، ایک دوسرے کا مرکز ہوا کرتا ہے یہ تو منع نہیں ہے۔ ہر اجتماع کے بعد خواہ وہ جمعہ ہو یا دنیا کا کوئی اور اجتماع ہو جلسہ جلوس ہو یہ آپ دیکھتے ہیں کہ لوگوں کی یہ عادت ہے کہ اکٹھے ہو کر دوست دوست سے ملتے ہیں، ایک دوسرے کو دیکھتے ہیں پھر اکٹھے ہو جاتے ہیں وہاں گویا کہ مجمع بعض دفعہ بڑھنا شروع ہو جاتا ہے مگر ایک وجود کے گرد نہیں بڑھتا، وہ ایک دوسرے کے گرد بڑھتا ہے اور یہ بالکل بُری بات نہیں ہے۔

لیکن ایک شخص ارادۃً کھڑا ہو کہ اب لائنیں لگیں اور لوگوں کی توجہ میری طرف ہو اور میں اپنے آپ کو حاضر کر رہا ہوں یہ جائز نہیں ہے۔ ہو سکتا ہے کسی کی نیت نیک ہو اللہ بہتر جانتا ہے، نیت نیک ہو کہ چلو کوئی کہاں ڈھونڈے گا میں یہیں کھڑا ہو جاتا ہوں لیکن یہ تو اللہ کو علم ہے۔ اگر نیت میں یہ فتور ہو کہ اس کو مزہ آ رہا ہو اس بات میں کہ جمگھٹا لگ رہا ہے تو یہ پھر خطرناک بات ہے۔ ورنہ مزہ نہ ہو بلکہ تکلیف کے باوجود انسان لگائے ان دو چیزوں میں بھی فرق ہے۔ یہ تقویٰ کی باریک راہیں ہیں جو میں آپ پر ظاہر کرنا چاہتا ہوں ورنہ کئی دفعہ آپ یہ بھی دیکھتے ہونگے کوئی دوست کھڑے ہیں ہو سکتا ہے وہ اس نیت سے کھڑے ہوں کہ یہ میرے ملنے والے مجھے کہاں ڈھونڈیں گے اب اگرچہ مجھے جلدی ہے واپس جانے کی مگر میں مشکل برداشت کرتے ہوئے ان کی خاطر یہاں کھڑا ہو جاتا ہوں۔ اب یہ بات تو سوائے اللہ کے اور کوئی نہیں جانتا مگر ایسے احباب کو کھڑا ہونے سے لوگوں کے اکٹھا ہونے سے مزہ نہیں آتا۔ اب یہ بات بھی اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ وہ مزہ نہیں لے رہے ہوتے وہ تکلیف محسوس کر رہے ہوتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ جلد ان کو چھٹی ملے تو واپس آئیں۔ اور بعض دفعہ سو کام ہوتے ہیں کسی شخص سے وہ اتفاق سے قابو آ جائے تو لوگ گھیر لیا کرتے ہیں۔ اب ہمارے ہاں بھی جو مہمان ٹھہرتے ہیں بعض باہر سے آنے والے مثلاً ڈاکٹر حامد اللہ آیا کرتے ہیں کئی دفعہ تو میں ہمیشہ ان کو کہا کرتا ہوں آپ کہاں غائب ہو جاتے ہیں کہ ہم کھانے پہ انتظار کرتے رہتے ہیں اور آپ واپس آنے کا نام ہی نہیں لیتے تو وہ مسکرا کر جیسا کہ ان کی عادت ہے کہا کرتے ہیں کہ قضاء کا معاملہ میرے سپرد ہے فلاں معاملہ میرے سپرد ہے لوگوں کو موقع مل جاتا ہے کہ اب مجھ سے جو کچھ کروانا ہے کروا لیں تو اس نیت سے کھڑے ہوتے ہیں لیکن دل اوپر اٹکا ہوتا ہے کہ جلد فارغ ہوں تو میں اوپر جاؤں۔ پس یہ باتیں تو اللہ کے سوا کوئی جان ہی نہیں سکتا کہ کسی نے کیوں جمگھٹا لگوایا ہے۔

اگر رضائے باری تعالیٰ کی خاطر کوئی کھڑا ہوا ہے، بنی نوع انسان کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آنے کی خاطر کھڑا ہوا ہے، ان کے کام کرنے کی خاطر کھڑا ہوا ہے تو اس کو اس مجمع سے لطف نہیں آئے گا۔ خدمت کا لطف ایک الگ چیز ہے مگر جتنا بڑا مجمع دیکھے گا اس کو اور گھبراہٹ ہو گی کہ لو جی میں تو پھنس گیا اب مجھے نکلنے میں اور دیر لگ جائے گی تو یہ چیزیں بہت باریک ہیں اس لئے آپ بیرونی طور پر دیکھ کے فتویٰ نہیں لگا سکتے اللہ بہتر

fozman foods

BUYING GROUP FOR GROCERS & C.T.N. SHOPS

2 SANDY HILL ROAD, ILFORD, ESSEX

TEL: 0181-553-3611

جانتا ہے۔ اور اگر نیت میں یہ فتور ہو کہ میں بڑا بن جاؤں تو اللہ اس بات کو پورا نہیں ہونے دے گا یہ قطعی بات ہے۔ نہ پہلے کبھی اس نے پورا ہونے دیا نہ آئندہ کبھی پورا ہونے دے گا۔

اور **جماعت کو جو یہ تحفظ حاصل ہے یہ دنیا میں کسی اور جماعت کو حاصل نہیں ہے کہ اللہ اوپر سے نگرانی کر رہا ہے، دیکھ رہا ہے۔ کسی کو غلط رستے سے اوپر نہیں آنے دے گا کیونکہ اگر غلط رستوں سے اوپر آ گیا تو ساری جماعت کو نقصان پہنچے گا۔** تو بہت ہی عظیم الشان اللہ کا احسان ہے، اتنا بڑا فضل ہے کہ اس کو کبھی جماعت کو بھلانا نہیں چاہئے۔ ہم میں فتور ہوں گے ہمارے نیتیں بھی خراب ہو سکتی ہیں مگر ایک دیکھنے والے کی نظر سے باہر نہیں رہیں گے۔ وہ بصیر ہے، وہ دلوں کے گہرے رازوں کو سمجھتا ہے اور دیکھ رہا ہے کہ اس جماعت میں کون سے لوگ کیا کرنا چاہتے ہیں اور بالآخر ان کو کسی وقت تھوڑی دیر چڑھ لینے کے بعد پھر نیچے پھینک دیتا ہے اور دنیا حیران رہ جاتی ہے کہ ایک شخص نے اتنی ترقی کی اتنا قریب ہو گیا پھر اتار کے خدا نے نیچے پھینک دیا۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانے میں بھی ایسے لوگ تھے جنہوں نے قرب میں بڑی ترقی کی یعنی اس حد تک کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حسن ظن کرتے ہوئے ان کے متعلق بہت کچھ تعریفی کلمات لکھے اور بہت ان کو خطوط لکھے اور وہ خطوط پڑھ کے یوں لگتا ہے جیسے یہ شخص تو بہت پہنچا ہوا، بہت بزرگ اور بلند انسان ہے لیکن ایسا انجام ہوا کہ وہ مرتے وقت احمدی نہ رہے بلکہ بعض ان میں سے مخالف ہو گئے۔ یہ اس لئے کہ خدا نگران ہے جیسا کہ اس وقت وہ نگران تھا ویسے اب بھی نگران ہے اور ان اونچے ہوئے لوگوں کو جب آپ گرتا ہوا دیکھتے ہیں تو بالکل تعجب نہ کریں۔ اللہ تعالیٰ ہی ہے جو گراتا ہے تاکہ غلط مقامات پر وہ لوگ نہ پہنچیں جنہوں نے جماعت کی ذمہ داریاں سنبھالنی ہیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کا سیر کا دستور تھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سیر کے لئے ساتھ لے جاتے تھے تو جایا کرتے تھے۔ اور ہر ایک کا اپنا اپنا رنگ ہے بعض لوگ دوڑا کرتے تھے ساتھ کہ سیر کے لئے چلے جائیں مگر حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کا ایک الگ مزاج تھا اپنا درویشانہ، وہ یہ بھی پسند نہیں کرتے تھے کہ سیر میں جائیں تو لوگوں کی آپ کی طرف توجہ ہو کیونکہ بہت سے ہو سکتا ہے ایسے مریض ہوں یا ضرورت مند ہوں جو اس موقع سے فائدہ اٹھا کے آپ سے پوچھنے لگ جائیں۔ ایک ادنیٰ سی خواہش نہیں تھی کہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی موجودگی میں آپ توجہ کا مرکز بنیں۔

اب میں سوچتا ہوں کہ وقف جدید کے زمانے میں، میں نے بھی بڑی بڑی لمبی مجلسیں لگائی ہیں، بعض دفعہ صبح سے لے کر رات تک میں مریضوں کا انتظار کرتا تھا کیونکہ دفتر کے وقت میں وقت نہیں ملا کرتا تھا، شروع میں وقت نکال لیا کرتا تھا آخر پر پھر بالکل ممکن نہیں رہا تو لوگ تو شام کو سیروں پر چلے جایا کرتے تھے، ادھر اُدھر کھیلوں میں مصروف ہو جایا کرتے تھے اور میں وہاں دفتر میں مریضوں کا انتظار کیا کرتا تھا اور آتے بھی بہت کثرت سے تھے اور اس لئے میں نے اپنی کھیلوں کا وقت عشاء کے بعد رکھ لیا تھا۔ چنانچہ خدام الاحمدیہ کا ہال ساتھ ہی تھا وہاں بیڈ منٹن وغیرہ کھیلنے کے لئے میں عشاء کی نماز کے بعد جایا کرتا تھا حالانکہ لوگ تو شام کے وقت کھیلیں کھیلتے ہیں۔ اور بعض دفعہ چونکہ مجھے بعد میں ضرورت پڑتی تھی احمد نگر جانے کی بھی اپنے کام دیکھنے کے لئے تو مریضوں کو بہر حال میں کچھ نہ کچھ وقت ایسا ضرور دے دیا کرتا تھا مثلاً جب میں احمد نگر باقاعدگی سے جاتا رہا تو مغرب کے معاً بعد اپنے گھر میں مریضوں کا مجمع لگا لیا کرتا تھا لیکن ایک ادنیٰ بھی شوق نہیں تھا کہ مریض میرے گرد اکٹھے ہوں۔ ایک خدا نے دل میں جذبہ پیدا کیا تھا کہ غریب لوگ باہر سے علاج نہیں کروا سکتے، ہسپتالوں یا ڈاکٹر کے پاس جانا ان کے لئے مشکل ہے اس لئے وہ بے تکلفی سے آجایا کریں۔

پس اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک قسم کی نگرانی کی جاتی ہے جو میں سمجھتا ہوں ابھی بھی جاری ہے۔ آپ سب لوگوں کو یہ بات پیش نظر رکھنی چاہئے کہ اگر خدا کی خاطر یا بنی نوع انسان کی خاطر کام کر رہے ہیں تو وہاں جمگھٹا کا لطف نہ اٹھائیں، جمگھٹوں کی تکلیف کے باوجود یہ کام کرتے چلے جائیں۔ آج بھی بہت سارے احمدی ہومیو پیتھ تیار ہو گئے ہیں جن کے ارد گرد بے شمار لوگ اکٹھے ہونے لگ گئے ہیں ماشاء اللہ اور خدا تعالیٰ نے ان کو ملکہ بھی بہت بڑا بخشا ہے۔ بہت ہیں مگر میں امید رکھتا ہوں کہ ان کا بھی یہی حال ہو گا۔ وہ چاہتے تو ہیں زیادہ سے زیادہ خدمت کریں مگر لوگوں کے اکٹھا ہونے سے کوفت بھی ہوتی ہے، گھر جانا پڑتا ہے۔ آخر کبھی کسی نے گھر جانا تو ہوتا ہے ان کی ضروریات کو بھی پورا کرنا ہوتا ہے تو جتنی دیر وہ بنی نوع انسان کی خدمت میں رہتا ہے اپنے بعض آراموں سے اس کو قطع تعلق کرنا پڑتا ہے اور یہ قطع تعلق بھی تبتّل ہی کا ایک دوسرا نام ہے۔ اس کو آپ اچھی طرح سمجھ لیں کہ تبتّل الی اللّٰہ کا ایک یہ بھی معنی ہے۔

بعض لوگ اپنے خاندان سے، اپنے عزیز و اقرباء سے اس لئے جدا رہتے ہیں کہ ان کو باہر کی مجلسوں میں لطف آتا ہے اور ایسے بہت سے ہیں اڈے لگانے والے جن کے بیوی بچے ہمیشہ شاکی رہتے ہیں۔ بعض لوگ روتے ہوئے مجھے بھی خط لکھتے ہیں کہ ہمارے فلاں کو تو عادت ہے کہ باہر چلا جائے اور لوگ اس کے گرد اکٹھے ہوں یا وہ لوگوں کے گرد اکٹھا ہو جائے اور اس طرح مجلسوں کا لطف آتا ہے۔ بعض مجلسیں لگانے والے ایسے ہیں جو ساری زندگی اپنی عمر ضائع اسی طرح کرتے رہے، اٹھے اور جا کے مجلس لگا لی اور رات بارہ بارہ بجے، ایک ایک بجے واپس آئے اور اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے مجھے یہ بھی توفیق بخشی ہے کہ میں نے کبھی ایسی مجلسیں نہیں لگائیں۔ مجلسیں لگی ہوئی ہوں ان میں بیٹھ کر مجلس کا حق ادا کرنا بالکل اور بات ہے لیکن روزانہ سارا کام ختم کر کے مجلس لگانے کوئی چلا جائے مجھے تو تعجب ہوتا ہے کہ آج کل بھی جو لوگ یہ کرتے ہیں کیسے کر سکتے ہیں ان کو مزہ کیا آتا ہے۔ آتا تو ہو گا ضرور لیکن اپنے بیوی بچوں سے تبتّل کر لیتے ہیں، ان کے حقوق قربان کرتے ہیں۔ تبتّل الی اللّٰہ کا اور مطلب ہے۔

تبتّل الی اللّٰہ کا مطلب ہے اللہ کی خاطر تبتّل کرنا اور اللہ کی خاطر جب انسان اپنے بیوی بچوں سے جدا ہو تو وہ گنہگار نہیں ہے، مجبور ہے۔ اور پھر جب وہ واپس لوٹتا ہے پھر اس کا مزہ ہی اور ہے بالآخر اپنے گھر جب انسان پہنچتا ہے تبتّل کے بعد تو ایک اور طرح کا سکون اس کو نصیب ہوا کرتا ہے۔ تو ساری جماعت کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو تبتّل کا مضمون بیان فرمایا ہے اس کو سمجھنا چاہئے۔ اپنی زندگی میں آپ نے جو نمونے دئے ہیں ان پر غور کرنا چاہئے۔ اور یاد رکھنا چاہئے کہ جو تبتّل اللہ کی خاطر ہو اس میں ایک ہی لطف ہے اور جو دنیا کی خاطر ہو اس میں بھی ایک اور ہی لطف ہے اس کا لطف ایسا ہے جو اپنے اہل و عیال کی قربانی چاہتا ہے۔ قربانی نہیں کہنا چاہئے اہل و عیال کو ہلاک کرنے پر منتج ہوا کرتا ہے۔ نہ انسان ان کی تربیت کر سکتا ہے نہ ان کی ذمہ داریاں ادا کر سکتا ہے نہ انہیں لطف نصیب ہو سکتا ہے اکٹھے ہونے کا اور مجلسوں میں اپنی زندگیاں ضائع کر دی جاتی ہیں۔ تو تبتّل، تبتّل ہی ہے مگر الگ الگ نیتوں کے ساتھ تبتّل ہوا کرتا ہے۔

جس کی نیت میں اللہ کی طرف تبتّل ہو وہ سب سے الگ ہو کر پھر بھی اپنوں کا رہتا ہے اور اللہ ان کے ملاپ کو پھر ایک غیر معمولی لذت بخشا کرتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو یہی لذت ملا کرتی تھی جب سب کاموں سے فارغ ہو کر آپ جدا ہو کر آخر بستر استراحت پر لیٹا کرتے تھے تو وہ لذت ہی اور ہے جو اللہ کی خاطر جدائی اور پھر اللہ کی خاطر ملنے میں آیا کرتی ہے۔ تو آپ یعنی جماعت احمدیہ کو چاہئے کہ ان سارے امور میں خاص طور پر متوجہ ہوں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے باقی اقتباسات کا میرا خیال ہے اب پڑھنے کا وقت نہیں رہا اس لئے میں اب خطبے کو یہیں ختم کرتا ہوں۔ ایک صرف چھوٹا اقتباس ہے جو میں اس باقی وقت میں پڑھ سکتا ہوں۔ فرمایا "اللہ تعالیٰ سے تعلق کے لئے ایک محویت کی ضرورت ہے۔ ہم بار بار اپنی جماعت کو اس پر قائم ہونے کے لئے کہتے ہیں۔ **کیونکہ جب تک دنیا کی طرف سے انقطاع اور اس کی محبت دلوں سے ٹھنڈی ہو کر اللہ تعالیٰ کے لئے فطرتوں میں طبعی جوش اور محویت پیدا نہیں ہوتی اس وقت تک ثبات میسر نہیں آ سکتا"۔** (البدر جلد ۳ نمبر ۳۲، ۲۴/ اگست ۱۹۰۴ء صفحہ ۳)۔ یہاں جو لفظ ثبات ہے جس کی ہمیں تلاش ہے، جس کی ہمیں ضرورت ہے وہ ثبات حاصل کرنے کا گر بیان فرما دیا ہے۔ خدا کی خاطر جو دنیا سے انسان الگ ہوتا ہے اگر دنیا کا پیار ساتھ جاری رہے اور محنت اور کوشش سے وہ علیحدگی برداشت کرے تو یہ خدا خوفی تو ہے بہر حال، اس کا ایک ثواب تو ہے لیکن اس کے نتیجے میں ثبات نہیں مل سکتا۔ **اگر دل اللہ کی طرف اٹکا رہے اور دنیا سے تعلق محض اس لئے ہو کہ اللہ چاہتا ہے کہ بنی نوع انسان سے بھی تعلق رکھا جائے تو جہاں دل اٹکا رہتا ہے وہاں ثبات ملتا ہے۔**

ثبات کہتے ہیں مضبوط قدم جن کے پھسلنے کی پھر کوئی گنجائش باقی نہ رہے تو ثبات کا راز ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بیان فرمایا ہے کہ آخر جب آپ خدا کی طرف لوٹیں گے، محویت ہو گی تو اصل مزہ وہاں آئے گا۔ اگر اصل مزہ باہر تھا تو وہ مزہ توڑ کر خدا کی خاطر آئیں گے تو نیکی تو ہے مگر ثبات نہیں کیونکہ خطرہ رہے گا عمر بھر کہ دنیا کی لذتیں کسی وقت کھینچ ہی لیں آپ کو اور پھر آپ ان میں گم ہو جائیں۔ تو میں امید رکھتا ہوں کہ جماعت اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ ثبات قدم کے لئے محویت کا عالم طاری کرنے کی کوشش کرے گی، محویت اپنانے کی کوشش کرے گی اور یہ بھی ایسا معاملہ ہے جو دعاؤں کے ساتھ ہوتا ہے۔

اس سلسلے میں جو دعا اللہ تعالیٰ نے ہمیں سکھائی ہے وہ یہ ہے "رَبَّنَا اَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْراً وَّثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكَافِرِيْن"۔ رَبَّنَا اَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْراً۔ اَفْرِغْ کا معنی قرآن کریم کے ترجمے کے سلسلے میں غور کر کے دیکھ رہے تھے، مختلف لغات اٹھا کے دیکھیں تو اَفْرِغْ کا اصل معنی ہے انڈیلنا، جیسے بالٹیاں بھر بھر کے ڈالی جائیں کسی چیز پر۔ تو رَبَّنَا اَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْراً کیسی عظیم دعا ہے کہ اے اللہ صبر بالٹیاں بھر بھر کے ہمارے اندر انڈیل کیوں کہ صبر ایک دقّت طلب چیز ہے۔ صبر میں ایک دقّت بھی ہے جب تک خدا کی طرف سے انڈیلا نہ جائے اس وقت تک انسان کو صبر نصیب نہیں ہو سکتا اور جب خدا صبر انڈیل دے تو پھر اس کا طبعی نتیجہ یہ ہے کہ وَثَبِّتْ اَقْدَامَنَا اس کے نتیجے میں ہمارے پاؤں کو ثبات عطا فرما، دائمی مضبوطی دے کہ ہم اپنے مؤقف سے کبھی بھی نہ ہٹیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔

SATELLITE WAREHOUSE

MTV AHMADIYYA

CNN

Watch Huzur everyday on Intelsat
We deal with systems available for all satellites in the world
Receivers, Decoders, Dishes, Smart Cards,
Installations and Much, Much More

Mail Order and International Export Service Available
We accept credit cards
Call for competitive prices
Contact us for details at:

SKY

Signal Master Satellite Limited
Unit 1A- Bridge Road, Camberley
Surrey GU 15 2QR ENGLAND
Tel: (01276) 20916 Fax: (01276) 678740

ZEE TV

باقی مختصرات از صفحہ نمبر ۲

والے لوگ ہیں۔ حضور نے اس آیت کریمہ کی تشریح میں مفسرین کی بیان کردہ آراء سے اختلاف کیا اور ثابت کیا کہ ان کی تفسیر درست نہیں۔ حضور نے فرمایا کہ قتال سے مراد جہاد اور اموال خرچ کرنا بھی ہے اور قیدیوں کو رہا کرانا بھی۔ حضرت مصلح موعودؓ نے بھی المستضعفین کے لئے دعا ہی مراد لی ہے۔ حضور انور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ پاکستان کے آج کل کے حالات میں خصوصیت سے پیچھے رہ جانے والے احمدیوں کے لئے دعائیں کریں۔

آیت نمبر ۷۷ کے ضمن میں حضور نے لفظ کید کے لغوی معنی بتائے۔ اس کے معنی حیلہ سازی، مکر، خباثت وغیرہ کے ہیں۔ یہ لفظ بری تدبیر کے لئے بھی استعمال ہوتا ہے اور اچھی تدبیر کے لئے بھی۔ سورۃ النساء آیت ۷۸ کے تحت حضور نے لفظ کفّ کے معنے بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ کف ہتھیلی کو کہتے ہیں یعنی عام طور پر ہتھیلی سے روکا جاتا ہے اور دوسرے معنے ہیں اس کو روک دیا اور پرے دھکیل دیا۔ علامہ طبری کہتے ہیں کہ یہ آیت بعض صحابہ کے بارے میں نازل ہوئی کہ وہ پہلے جہاد کے لئے دعا کیا کرتے تھے لیکن جب احکام نازل ہوئے تو ہچکچاہٹ ظاہر کی۔ حضور نے فرمایا یہ بالکل غلط ہے۔ یہ تو وہ صحابہ تھے جنہوں نے مکہ اور مدینہ دونوں جگہوں پر وفاداری کے ساتھ اطاعت کی۔ اس شان کے صحابہ کی طرف اس آیت کا منسوب کرنا ظلم ہے۔ بلکہ یہ آیت منافقین کے بارے میں ہے جو مسلمانوں سے ملے جلے لوگ تھے اور جھگڑے اور مار کٹائی معاشرہ میں کرتے تھے۔ یہ امر تقاضا کرتا تھا کہ وہ اپنے ہاتھوں کو روک لیں۔ اس لئے یہ وہ لوگ ہیں جن پر لوگوں کا خوف غالب تھا، خدا کا خوف نہیں تھا۔ اس لئے کہتے تھے کہ اے خدا کچھ دیر کے لئے یہ قتال کا حکم ٹال کیوں نہ دیا۔

آیت نمبر ۷۹ کے تعلق میں حضور نے فرمایا کہ یہ فصاحت و بلاغت میں آسمان سے باتیں کر رہی ہیں۔ حضور ایدہ اللہ نے لفظ "یدرك" اور "بروج" کے مختلف معانی بتائے اور اس آیت سے متعلق مفسرین نے جو عجیب و غریب قصے شان نزول کے بیان کئے ہیں ان کے متعلق اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ نہایت لغو اور ناقابل یقین قصے کہانیاں ہیں۔ آیت نمبر ۷۹ کی تشریح جاری تھی کہ آج کے درس کا وقت ختم ہو گیا۔

جمعرات، ۲۴/ دسمبر ۱۹۹۸ء:

آج کا درس سورۃ النساء کی آیت ۷۹ سے شروع ہوا۔ حضور ایدہ اللہ نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کے بعض اقتباسات اس آیت کے مضمون کے تعلق میں پڑھ کر سنائے اور ان کی ضروری تشریح بیان فرمائی۔ حضور نے فرمایا کہ انبیاء کے مخالفین کا یہ طریق رہا ہے کہ وہ اچھی باتیں اپنی طرف اور بدشگونی انبیاء کی طرف منسوب کرتے تھے۔ آنحضرتؐ کے متعلق بھی مخالفین نے ایسی ہی باتیں کیں حالانکہ آپ کے وجود سے برکتیں ہر طرف پھیلیں۔

آیت نمبر ۸۰ کے ضمن میں حضور نے لفظ حسنۃ اور سیئۃ کے معانی بیان فرمائے۔ امام راغب کے نزدیک ہر ایسی نعمت جو انسان کو اس کے دل، بدن اور اموال میں خوش کر دے وہ حسنہ ہے اور سیئۃ اس کی ضدّ ہے۔ امام رازی نے لکھا ہے کہ ایک قسم کی سیئۃ کو اللہ تعالیٰ نے اپنی طرف منسوب کیا ہے یعنی وہ نقصان جو قوانین قدرت، موسموں کی تبدیلی، قدرتی آفات وغیرہ کے نتیجہ میں ہوتا ہے وہ اس سے مراد ہے۔ اور وہ سیئۃ جو انسان کی طرف منسوب ہے اس سے مراد معصیت ہے۔

حضور ایدہ اللہ نے آیت نمبر ۸۱ کے تعلق میں لفظ حفیظ کے لغوی معنی بتائے۔ مشہور مستشرق منٹگمری واٹ نے ان آیات کے حوالہ سے جو اعتراضات کئے ہیں ان کا ذکر کرتے ہوئے حضور انور نے اپنے ٹھوس تبصرہ میں اس بیہودہ سرائی کا زوردار جواب دیا اور بتایا کہ جو گند وہ قرآن اور اسلام کی طرف منسوب کرتا ہے وہ قرآن اور حضرت مسیحؑ کے اپنے بیانات کی رو سے خود معترض کے اوپر چسپاں ہوتا ہے۔

آیت نمبر ۸۲ کے ضمن میں حضور نے پہلے برز اور بیت کی لغوی تحقیق پیش کی اور پھر اس کے معانی بیان فرمائے۔ آیت نمبر ۸۳ کے حوالہ سے حضور نے فرمایا کہ قرآن کریم میں کوئی تضاد نہیں۔ اس سلسلہ میں حضور نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے بعض ارشادات پڑھ کر سنائے۔ آیت نمبر ۸۴ کے تعلق میں حضور نے یستنبطونہ کی لغوی تحقیق پیش کی۔ حضور نے اولی الامر کی بھی وضاحت کی کہ اس جگہ اس سے مراد آنحضرت ﷺ ہیں اور آپ کی متابعت میں پھر دوسرے ائمہ ہیں۔

جمعۃ المبارک، ۲۵/ دسمبر ۱۹۹۸ء:

آج حضور ایدہ اللہ کے ساتھ فرنچ بولنے والے احباب کی ملاقات کا پروگرام جو ۱۰/ اکتوبر ۱۹۹۷ء کو ریکارڈ کیا گیا تھا دوبارہ نشر کیا گیا۔

(مرتبہ : امتہ المجید چوہدری)

بقیہ: مقدمہ شرقپور از صفحہ ۱۳

پر مبنی ہیں منگوائیں اور فیصلہ لکھوانا شروع کر دیا۔

☆...... مغربی ممالک میں احمدیوں کی اسائلم درخواستوں پر اکثر حکومتیں اعتراض کر کے جواب دیتی ہیں کہ احمدیوں کو پاکستان میں عدالت کی طرف رخ کرنا چاہئے۔ عدالتیں آزاد ہیں اور منصفانہ فیصلے دیتی ہیں۔ ان کے اعتراض کے جواب میں صرف یہی ایک کیس کافی ہے جہاں عدالت نے مخالفین سے ملی بھگت کر کے جب یہ دیکھا کہ دفعہ 298/A، جس کے تحت مقدمہ شروع ہوا تھا اور جس کے تحت سزا صرف تین سال قید مقرر ہے ملزمان کے خلاف کوئی کیس ثابت نہیں کر سکی تو مدعی کی درخواست پر مقدمہ شروع ہونے کے چھ سال بعد اسے دفعہ 295/C میں تبدیل کر دیا اور پھر اس کے تحت بھی جب ایڈیشنل سیشن جج نے فیصلہ میں لکھا کہ مقدمہ پر 295/C کا اطلاق نہیں ہوتا تو مذکورہ جج کو بدل کر دوسرے سیشن جج کے پاس مقدمہ برائے سماعت بھجوایا گیا۔ پھر یہی نہیں ہائی کورٹ نیز سپریم کورٹ نے بھی احمدیوں کو ان کے جائز حقوق کے تحت کوئی ریلیف نہیں دیا۔

☆......یہ بھی یاد رہے کہ جس وقت مقدمہ شروع ہوا تھا دفعہ 295/C کے تحت سزا عمر قید یا سزائے موت مقرر تھی مگر ۱۹۹۱ء میں اس جرم کی سزا صرف سزائے موت مقرر ہو چکی تھی۔ اس طرح اگر یہ مقدمہ ۱۹۹۱ء کے بعد درج ہوتا تو جج صاحب بے گناہ احمدیوں کو سزائے موت کا حکم سنا دیتے۔ زاہد محمود سیشن جج نے اپنے فیصلے میں لکھا ہے کہ اگرچہ احمدیوں کے جرم کی سزا صرف موت ہے مگر میں انہیں عمر قید کی سزا دیتا ہوں۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۱/ دسمبر ۱۹۹۸ء میں اس مقدمہ کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ مربی عبدالقدیر صاحب اس وقت ۲۵/ سال عمر قید کی سزا کاٹ رہے ہیں۔ جج نے بار بار واضح کیا تھا کہ میرے نزدیک تم بالکل معصوم ہو مگر اس کے بعد فیصلہ دیا اور اسے قید میں ڈال دیا۔ حضور نے فرمایا کہ اس نے ہمیشہ کے لئے اپنی بربادی پر دستخط کئے ہیں یا تو ایسا شخص قائل ہی نہیں کہ خدا حساب لے گا مگر خدا کو قائل کرنا آتا ہے۔ حضور نے فرمایا کہ جو جیلوں میں ہیں ان کی سب سے بڑی تکلیف یہ ہے کہ ہم خدمت سے محروم ہیں۔ حضور نے فرمایا کہ جس طرح انہوں نے احمدیوں کی زندگیاں برباد کی ہیں ان کی زندگیاں لازماً برباد کی جائیں گی۔ اب یہ وہ فیصلہ دے بیٹھے ہیں جس کو واپس لینا ان کے بس میں ہی نہیں۔

حضور ایدہ اللہ نے ساری جماعت کو ہدایت فرمائی کہ رمضان المبارک میں اپنی راتوں کو ایسے اسیران راہ مولیٰ کے لئے گریہ وزاری کے ساتھ واویلے میں تبدیل کر دیں۔ ایک ایسا شور آپ کے دلوں سے اٹھے کہ ناممکن ہو کہ خدا تعالیٰ کی تقدیر حرکت میں نہ آئے۔

تکذیب کے بعد دعائے مدد و نصرت

حضرت مسیح موعود علیہ السلام بیان فرماتے ہیں کہ مخالفین اور اقارب کی بدزبانی سے تنگ آکر میں نے اپنے دروازے بند کئے اور اپنے ربّ وھاب سے دعا کی اور اپنے آپ کو اس کے سامنے ڈال دیا اور اس کے آگے سجدہ ریز ہو کر گر گیا اور یہ عرض کی :۔

یَارَبِّ انْصُرْ عَبْدَكَ وَاخْذُلْ اَعْدَائَكَ۔ اِسْتَجِبْنِیْ یَا رَبِّ اِسْتَجِبْنِیْ۔
اِلاَمَ یُسْتَهْزَءُ بِكَ وَبِرَسُوْلِكَ۔ وَحَتَّامَ یُكَذِّبُوْنَ كِتَابَكَ وَیَسُبُّوْنَ نَبِیَّكَ۔
اَسْتَغِیْثُ بِرَحْمَتِكَ یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ یَامُعِیْنُ۔ (آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۵۶۹)

ترجمہ : اے میرے رب اپنے بندہ کی نصرت فرما اور اپنے دشمنوں کو ذلیل اور رسوا کر۔ اے میرے رب میری دعا سن اور اسے قبول فرما۔ کب تک تجھ سے اور تیرے رسول سے تمسخر کیا جاتا رہے گا۔ اور کس وقت تک یہ لوگ تیری کتاب کو جھٹلاتے اور تیرے نبی کے حق میں بدکلامی کرتے رہیں گے۔ اے ازلی ابدی خدا میں تیری رحمت کا واسطہ دے کر تیرے حضور فریاد کرتا ہوں۔

شمالی جرمنی کی گائے کے بہترین گوشت سے تیار شدہ

سلامی اور شنکن

(SALAMI & SHINKEN)

عمدہ کوالٹی اور پورے جرمنی میں بروقت ترسیل کے لئے ہمہ وقت حاضر پیزا (PIZZA) کے کاروبار میں آپ کے معاون

احمد برادرز

خالص گائے کے گوشت سے تیار شدہ سلامی اور شنکن کے خواہشمند حضرات بذریعہ ٹیلیفون فری سروس سے فائدہ اٹھا کر بازار سے بارعایت اور تازہ مال حاصل کر سکتے ہیں

آج ہی رابطہ کیجئے

CH.IFTIKHAR & BROTHERS

TEL: 04504-201 FAX: 04504-202

مرے مولا ! مری یہ اک دعا ہے
تری درگاہ میں عجز و بکا ہے
وہ دے مجھ کو جو اس دل میں بھرا ہے
زباں چلتی نہیں شرم و حیا ہے

(درثمین)

بقیہ: پیشگوئیاں از صفحہ نمبر ۴

ترجمہ: دمشق کی سرزمین منور ہوگی اور روشن ہوگی مسیح موعود کی تبلیغ سے بعد اس کے کہ وہ مختلف بدعات کی وجہ سے اندھیری ہوگئی تھی۔

(حمامۃ البشریٰ صفحہ ۳۷۔ مطبوعہ ۱۸۹۴ء۔ روحانی خزائن جلد ۷ صفحہ ۲۲۵)

فلسطین پر یہودیوں کا قبضہ عارضی ہوگا

اخبار الحکم ۲۷؍اکتوبر ۱۹۰۲ء میں لکھا ہے کہ:

"اس تذکرہ پر کہ عیسائیوں اور یہودیوں میں پھر اس امر کی تحریک ہو رہی ہے کہ ارض مقدس کو ترکوں سے خرید لیا جاوے۔ فرمایا: انَّ الأَرضَ یَرِثُھَا عِبَادِیَ الصَّالِحُون۔ اس آیت سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ الارض سے مراد شام کی سرزمین ہے۔ یہ صالحین کا ورثہ ہے اور جواب تک مسلمانوں کے قبضہ میں ہے۔ خدا تعالیٰ نے یَرِثُھا فرمایا، یَملِکُھَا نہیں فرمایا۔ اس سے صاف پایا جاتا ہے کہ وارث اس کے مسلمان ہی رہیں گے اور اگر کسی اور کے قبضہ میں کسی وقت چلی جائے تو وہ قبضہ اس قسم کا ہے جیسے راہن اپنی چیز کا قبضہ مُرتہن کو دے دیتا ہے۔ یہ خدا تعالیٰ کی پیشگوئی کی عظمت ہے۔ ارض شام چونکہ انبیاء کی سرزمین ہے اس لئے خدا تعالیٰ اس کی بے حرمتی نہیں کرنا چاہتا"۔

(الحکم ۲۷؍اکتوبر ۱۹۰۲ء)

مغربی ممالک اسلام کے نور سے منور کئے جائیں گے

"طلوع شمس کا جو مغرب کی طرف سے ہوگا ہم اس پر .... ایمان لاتے ہیں لیکن اس عاجز پر جو ایک رؤیا میں ظاہر کیا گیا وہ یہ ہے جو مغرب کی طرف سے آفتاب کا چڑھنا یہ معنی رکھتا ہے کہ ممالک مغربی جو قدیم سے ظلمت کفر و ضلالت میں ہیں آفتاب صداقت سے منور کئے جائیں گے اور ان کو اسلام سے حصہ ملے گا"۔ (ازالہ اوہام حصہ دوم صفحہ ۵۱۵ مطبوعہ ۱۸۹۱ء۔ روحانی خزائن جلد ۳ صفحہ ۳۷۶، ۳۷۷)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک رؤیا

"میں دیکھتا ہوں کہ ایک بڑا بحر ذخار کی طرح دریا ہے جو سانپ کی طرح بل پیچ کھاتا مغرب سے مشرق کو جا رہا ہے اور پھر دیکھتے دیکھتے مشرق سے مغرب کو الٹا بہنے لگا"۔

(اخبار الحکم ۱۷؍اپریل ۱۹۰۳ء)

"جب ممالک مغربی کے لوگ فوج در فوج دین اسلام میں داخل ہو جائیں گے تب ایک انقلاب عظیم ادیان میں پیدا ہوگا اور جب یہ آفتاب پورے طور پر ممالک مغربی میں طلوع کرے گا تو وہی لوگ اسلام سے محروم رہ جائیں گے جن پر دروازہ توبہ کا بند ہے۔ یعنی جن کی فطرتیں بالکل مناسب حال اسلام کے واقعہ نہیں............ اُن کے دل سخت ہو جائیں گے اور ان کو توبہ کی توفیق نہیں دی جاوے گی"۔

(ازالہ اوہام حصہ دوم صفحہ ۵۱۷۔ روحانی خزائن جلد ۳ صفحہ ۳۷۷، ۳۷۸)

روس اور اس کے متعلقہ علاقوں کے بارہ میں بشارت

رؤیا: سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"میں نے دیکھا کہ زار روس کا سونٹا میرے ہاتھ میں آگیا ہے۔ وہ بڑا لمبا اور خوبصورت ہے۔ پھر میں نے غور سے دیکھا تو وہ بندوق ہے اور یہ معلوم نہیں ہوتا کہ وہ بندوق ہے بلکہ اس میں پوشیدہ نالیاں بھی ہیں گویا بظاہر سونٹا معلوم ہوتا ہے اور وہ بندوق بھی ہے۔ اور پھر دیکھا کہ خوارزم بادشاہ جو بوعلی سینا کے وقت میں تھا اس کی تیر کمان میرے ہاتھ میں ہے۔ بوعلی سینا بھی پاس ہی کھڑا ہے اور اس تیر کمان سے میں نے ایک شیر کو بھی شکار کیا"۔

(الحکم ۳۱؍جنوری ۱۹۰۳ء صفحہ ۱۵)

روایت شیخ عبدالکریم صاحب ولد شیخ غلام محمد صاحب جلد ساز کراچی، صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام۔

"۱۹۰۴ء میں ایک روز سیر کے موقعہ پر حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا: "میں اپنی جماعت کو رشیا کے علاقہ میں ریت کی مانند دیکھتا ہوں"۔ (رجسٹر روایات صحابہ جلد ۱۳ صفحہ ۱۱۴)

مشرقی ممالک اور ایشیائی اقوام کے بارہ میں پیشگوئیاں

"مجھے یہ............ صاف لفظوں میں فرمایا گیا ہے کہ پھر ایک دفعہ ہندو مذہب کا اسلام کی طرف زور کے ساتھ رجوع ہوگا۔ ابھی وہ بچے ہیں انہیں معلوم نہیں کہ ایک ہستی قادر مطلق موجود ہے۔ مگر وہ وقت آتا ہے کہ ان کی آنکھیں کھلیں گی اور زندہ خدا کو اس کے عجائب کے ساتھ بجز اسلام کے اور کسی جگہ نہ پائیں گے"۔

(اشتہار مؤرخہ ۱۲؍مارچ ۱۸۹۷ء۔ مجموعہ اشتہارات جلد ۲ صفحہ ۳۴۱)

☆......☆......☆

"سناتن دھرم والے صرف گزشتہ اوتاروں سے محبت نہیں رکھتے بلکہ کلجگ کے زمانہ میں وہ ایک آخری اوتار کے بھی منتظر ہیں جو زمین کو گناہ سے پاک کر دے گا۔ پس کیا تعجب ہے کسی وقت خدا کے نشانوں کو دیکھ کر سعادت مند اُن کے خدا کے اس آسمانی سلسلہ کو قبول کر لیں کیونکہ ان میں ضد اور ہٹ دھرمی بہت ہی کم ہے"۔

(سناتن دھرم صفحہ ۸ مطبوعہ ۱۹۰۳ء۔ روحانی خزائن جلد ۱۹ صفحہ ۴۷۵ حاشیہ)

☆......☆......☆

"آریہ ورت کے محقق پنڈت بھی کرشن اوتار کا زمانہ یہی قرار دیتے ہیں اور اس زمانہ میں اس کے آنے کے منتظر ہیں............ وہ لوگ ابھی مجھے شناخت نہیں کرتے مگر وہ زمانہ آتا ہے .... کہ مجھے شناخت کر لیں گے کیونکہ خدا کا ہاتھ انہیں دکھائے گا کہ آنے والا یہی ہے"۔

(تتمہ حقیقۃ الوحی صفحہ ۸۵، ۸۶ مطبوعہ ۱۹۰۶ء۔ روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۵۲۲، ۵۲۳)

☆......☆......☆

ہندو راجپوتوں اور ڈوگروں کے احمدی ہونے کی پیشگوئی

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ۴؍نومبر ۱۹۰۴ء کو ایک رؤیا دیکھی:

"۲۵؍شعبان ۱۳۲۲ھ بروز جمعہ مقام سرائے بٹالہ بوقت واپسی از سیالکوٹ خواب میں میں نے دیکھا کہ راجہ گلاب سنگھ مہاراجہ کشمیر میرے پیر دبا رہا ہے۔ پھر دیکھا کہ بہت سے زیورات سونے کے جمع ہو رہے ہیں اور مولوی نورالدین صاحب نے پوچھا ہے کہ یہ کیسے زیورات ہیں۔ میں نے کہا کہ گوالیار کے راجہ نے خیرات کے لئے بھیجے ہیں"۔

(تذکرہ ایڈیشن سوم، اکتوبر ۱۹۶۹ء صفحہ ۵۲۱)

☆......☆......☆

"جیسا کہ خدا نے مجھے مسلمانوں اور عیسائیوں کے لئے مسیح موعود کر کے بھیجا ہے ایسا ہی میں ہندوؤں کے لئے بطور اوتار ہوں............ جیسا کہ مسیح ابن مریم کے رنگ میں ہوں ایسا ہی راجہ کرشن کے رنگ میں بھی ہوں جو ہندو مذہب کے تمام اوتاروں میں سے ایک بڑا اوتار تھا۔ یا یوں کہنا چاہئے کہ روحانی حقیقت کی رُو سے میں وہی ہوں............ وہ خدا جو زمین و آسمان کا خدا ہے اس نے میرے پر یہ ظاہر کیا ہے اور نہ ایک دفعہ بلکہ کئی دفعہ مجھے بتلایا ہے کہ تُو ہندوؤں کے لئے کرشن اور مسلمانوں اور عیسائیوں کے لئے مسیح موعود ہے............

راجہ کرشن جیسا کہ میرے پر ظاہر کیا گیا ہے درحقیقت ایک ایسا کامل انسان تھا جس کی نظیر ہندوؤں کے کسی رشی اور اوتار میں نہیں پائی جاتی اور اپنے وقت کا اوتار یعنی نبی تھا جس پر خدا کی طرف سے روح القدس اترتا تھا............ جس نے آریہ ورت کی زمین کو پاپ سے صاف کیا وہ اپنے زمانہ کا درحقیقت نبی تھا جس کی تعلیم کو پیچھے سے بہت سی باتوں میں بگاڑ دیا گیا............

خدا کا وعدہ تھا کہ آخری زمانہ میں اس کا بروز یعنی اوتار پیدا کرے سو یہ وعدہ میرے ظہور سے پورا ہوا............ میں کرشن سے محبت کرتا ہوں کیونکہ میں اس کا مظہر ہوں"۔

(لیکچر سیالکوٹ صفحہ ۳۳، ۳۴ مطبوعہ ۱۹۰۵ء۔ روحانی خزائن جلد ۲۰ صفحہ ۲۲۸، ۲۲۹)

☆......☆......☆

"دو دفعہ ہم نے رؤیا میں دیکھا کہ بہت سے ہندو ہمارے آگے سجدہ کرنے کی طرح جھکتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ اوتار ہیں اور کرشن ہیں اور ہمارے آگے نذریں دیتے ہیں اور ایک دفعہ الہام ہوا:

"ہے کرشن روڈر گوپال تیری مہما ہو تیری اُستتی گیتا میں موجود ہے۔ لفظ روڈر کے معنی نذیر اور گوپال کے معنی بشیر کے ہیں"۔

(اخبار الحکم ۲۴؍اپریل ۱۹۰۲ء)

☆......☆......☆

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی رؤیا

"ایک بڑا تخت مربع شکل کا ہندوؤں کے درمیان بچھا ہوا ہے جس پر میں بیٹھا ہوں۔ ایک ہندو کسی کی طرف اشارہ کر کے کہتا ہے کہ کرشن جی کہاں ہیں؟ جس سے سوال کیا گیا وہ میری طرف اشارہ کر کے کہتا ہے کہ یہ ہے۔ پھر تمام ہندو روپیہ وغیرہ نذر کے طور پر دینے لگے اتنے میں ہجوم میں سے ایک ہندو بولا ہے کرشن جی روڈر گوپال۔ یہ عرصہ دراز کی رؤیا ہے"۔

(اخبار البدر ۲۹؍اکتوبر و ۸؍نومبر ۱۹۰۲ء)

☆......☆......☆

"لوگ بزرگوں کی تعلیم کو بوجہ امتداد زمانہ بھول جاتے ہیں اور ان کی سچی تعلیموں میں بہت کچھ بے جا تصرف کر لیا کرتے ہیں اور مرور زمانہ سے ان کی اصلی تعلیم پر سینکڑوں پردے پڑ جاتے ہیں اور حقیقت حال دنیا کی نظروں سے پوشیدہ ہو جاتی ہے۔ اصل بات یہی ہے کہ ان کا مذہب موجودہ مذہب اہل ہنود سے بالکل مختلف اور توحید کی سچی تعلیم پر مبنی تھا............ ایک بار ہم نے کرشن جی کو دیکھا کہ وہ کالے رنگ کے تھے اور پتلی ناک، کشادہ پیشانی والے ہیں۔ کرشن جی نے اٹھ کر اپنی ناک ہماری ناک سے اور اپنی پیشانی ہماری پیشانی سے ملا کر چسپاں کر دی"۔

(اخبار الحکم ۶؍مارچ ۱۹۰۸ء)

الفضل خود بھی پڑھئے اور اپنے زیر تبلیغ دوستوں کو بھی پڑھنے کے لئے دیجئے۔ یہ بھی دعوت الی اللہ کا ایک مفید ذریعہ ہے۔ (مینجر)

THOMPSON & CO SOLICITORS
Consult us for your legal requirements
such as Immigration & Nationality,
Conveyancing & Employment,
Welfare Benefits, Personal Injury,
Family & Ancillary Proceedings,
Wills & Probate, Criminal Litigation.
Contact: Anas Ahmad Khan
204 Merton Road London SW18 5SW
Tel: 0181-333-0921 \ 0181-448-2156
Fax: 0181-871-9398

سَیّدُالشُّہُور - شَہرُ رَمَضَان کی اہمیت، فضائل، برکات اور صیام رمضان سے متعلّقہ مسائل واحکامات

یہ مضمون ہفت روزہ الفضل انٹر نیشنل کے دسمبر ۹۷ اور جنوری ۹۸ء کے شماروں میں شائع ہونے والے مکرم عبدالماجد طاہر صاحب کے تفصیلی مضامین اور بعض دیگر کتب کی مدد سے تیار کیا گیا ہے۔ اختصار کے پیش نظر آیات، احادیث اور اقتباسات کے مکمل حوالہ جات اس مضمون میں شامل نہیں کیے گئے۔

تلخیص و ترتیب: محمود احمد ملک

قسط چہارم

آخری عشرہ

جب کسی پیاری چیز یا عزیز کے وداع ہونے کا وقت آتا ہے تو بے اختیار جذباتِ محبت جوش مارتے ہیں۔ کچھ یہی کیفیت ہمارے آقا سید و مولیٰ آنحضرت ﷺ کی رمضان کی رخصتی پر ہوتی تھی جب روحانیت کی بہار اپنی رونق دکھا کر رخصت ہونے کو آتی تو آپؐ ان آخری ایام میں کمر کس لیتے اور رمضان المبارک کی برکات کے حصول میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کرتے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ (رمضان کے) **آخری عشرہ میں داخل ہوتے تو کمر ہمت کس لیتے اور اپنی رات کو (عبادت میں شب بیداری سے) زندہ کرتے اور اپنے گھر والوں کو بھی (عبادت کے لئے) جگایا کرتے۔**

حضرت عائشہؓ کی ہی روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ رمضان کے آخری عشرہ میں عبادات میں جتنی کوشش اور محنت اور مجاہدہ فرماتے تھے وہ جدوجہد اس کے علاوہ ایام میں کبھی نہیں دیکھی گئی۔

معلوم ہوتا ہے ایک تو حضور ﷺ رمضان کی رخصتی کے اس خیال سے کہ پھر یہ پیارا برکتوں والا مہینہ سال بعد آئے گا پوری ہمت اور طاقت خرچ کر کے ان برکتوں کو حاصل کرنے کی کوشش فرماتے تھے۔ دوسرے اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان آخری ایام میں جو خاص برکات رکھی گئی ہیں ان کا حصول بھی مقصود ہوتا تھا۔ چنانچہ آخری عشرہ میں آنحضور ﷺ اعتکاف بھی فرماتے تھے۔ اور لیلۃ القدر کی تلاش میں راتیں بھی زندہ کرتے تھے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

"جب رمضان آخر پر آتا ہے تو اس کی کیفیت ایسی ہوتی ہے جیسے آبشار کے قریب پانی کے بہاؤ کی ہوتی ہے۔ اس میں ایک روانی اور تیزی آجاتی ہے اور رمضان کے آخری دس دن تو انسان کو بہا لے جاتے ہیں۔ آنسوؤں کی آبشاریں بھی جاری ہوتی ہیں جو دلوں سے پھوٹتی ہیں"۔

مزید فرماتے ہیں: "جو دن باقی ہیں ان کا حق ادا کریں اور ان کو اس طرح اپنا لیں کہ آپ کو ان دنوں سے پیار ہونے لگے اور وہ دن آپ کو ایسا اپنا لیں کہ وہ اپنی برکتیں آپ کے ساتھ چھوڑ جائیں"۔

پھر آپ فرماتے ہیں:

"جوں جوں رمضان آگے بڑھتا ہے، بھیگنا شروع ہوتا ہے، جب اختتام اور عید کے قریب پہنچنے لگتا ہے تو آنسوؤں سے بھیگتا ہے۔ جتنا زیادہ آپ رمضان میں آگے بڑھتے ہیں اتنا زیادہ یہ نمدار ہوتا چلا جاتا ہے......... بھیگتا چلا جاتا ہے۔ خدا تعالیٰ کے ساتھ محبت میں ایک خاص چمک پیدا ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ ایک گہرا تعلق انسان محسوس کرنے لگتا ہے کہ بعض دفعہ وہ یہ سمجھتا ہے کہ یہی میری زندگی کا آخری دن ہوتا تو بہتر تھا کیونکہ خدا تعالیٰ کی طرف سے اسے خاص رحمت و پیار کے جلوے نصیب ہوتے ہیں اور یہ جو رحمت کا چھینٹا ہے یہ عام ہے کسی اور مہینے میں اس کثرت کے ساتھ خدا کی رحمت کے ایسے چھینٹے نہیں پھینکے جاتے جو دنیا کے ہر کونے اور ملک میں برس رہے ہوں اور جس کسی پر بھی پڑیں اسے خوش نصیب بنا دیں"۔

رمضان المبارک کے آخری عشرہ کی ایک برکت آنحضور ﷺ نے یہ بیان فرمائی ہے کہ:

"رمضان کی آخری رات میں میری امّت کی مغفرت ہوتی ہے۔ آپؐ سے پوچھا گیا اے خدا کے رسولؐ کیا رمضان کی آخری رات لیلۃ القدر ہوتی ہے؟ فرمایا نہیں بلکہ عمل کرنے والا جب عمل سے فارغ ہوتا ہے تو اس وقت اسے اس کا اجر دیا جاتا ہے"۔

رمضان کی عبادات اور اعمال سے فراغت پر ان مومن بندوں کو آخری رات اللہ تعالیٰ اپنی مغفرت عطا فرماتا ہے جو آنحضرت ﷺ کے اسوہ حسنہ پر عمل کرتے ہوئے اپنی عبادات میں محنت اور مجاہدہ کرتے ہیں اور اپنی راتوں کو اللہ کی یاد سے زندہ کرتے ہیں۔ پس کتنے مبارک ہیں وہ روزہ دار اور رمضان کی عبادات بجالانے والے جن کو جلد ہی ان کا اجر دے دیا جاتا ہے۔

غرضیکہ رمضان کے آخری عشرہ میں رحمتِ الٰہی اور مغفرت کے حصول کے بعد جہنم سے آزادی ملتی ہے۔ خدا تعالیٰ غیر معمولی طور پر دعائیں قبول فرماتا ہے اور اِن ایاّم میں عبادت کی بھی دوسرے ایاّم کی نسبت زیادہ توفیق عطا ہوتی ہے اس لئے ان ایاّم کے شروع ہوتے ہی اپنے آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی سنّت کی پیروی کرتے ہوئے کمر ہمت کس لینی چاہئے۔

ماہِ رمضان میں ایک بدی دور کرنے کا عزم

حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ تحریر فرماتے ہیں: "حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرمایا کرتے تھے کہ بدیوں کو ترک کرنے کے لئے ایک خاص قسم کا ماحول سازگار ہوا کرتا ہے اور یہ ماحول رمضان کے مہینہ میں بدرجہ اتم میسّر آتا ہے۔ پس لوگوں کو چاہئے کہ رمضان کے مہینہ میں اپنے نفس کا مطالعہ کر کے اپنی کسی بدی کو ترک کرنے کا عہد کریں"۔

(روزنامہ "الفضل" ۲۷ر اپریل ۱۹۵۵ء صفحہ ۳)

اعتکاف اور اس کے مسائل

اعتکاف کے لغوی معنی کسی جگہ میں بند ہو جانے یا ٹھہرے رہنے کے ہیں۔ اسلامی اصطلاح میں "اللبث في المسجد مع الصوم ونية الاعتكاف" یعنی عبادت کی نیت سے روزہ رکھ کر مسجد میں ٹھہرنے کا نام اعتکاف ہے۔

روزہ کی طرح اعتکاف کا بھی وجود دیگر مذاہب میں ملتا ہے۔ جیسا کہ قرآن کریم میں ارشاد ہوتا ہے: "وعهدنا إلى ابراهيم واسمٰعيل ان طهرا بيتي للطائفين والعاكفين والركع السجود" (البقرہ: ۱۲۶)

ترجمہ: اور ہم نے ابراہیمؑ اور اسمٰعیلؑ کو تاکیدی حکم دیا تھا کہ میرے گھر (خانہ کعبہ) کو طواف کرنے والوں اور اعتکاف کرنے والوں اور رکوع کرنے والوں اور سجدہ کرنے والوں کے لئے پاک اور صاف رکھو۔

آنحضرت ﷺ کا بعثت سے قبل کے ایام میں دنیوی اشغال سے فارغ ہو کر غار حرا میں یاد خداوندی میں مشغول رہنا بھی ایک رنگ میں اعتکاف ہی تھا۔ اعتکاف انسان جب چاہے اور جس دن چاہے بیٹھ سکتا ہے لیکن رمضان کے آخری عشرہ میں اعتکاف بیٹھنا مسنون ہے۔

آنحضرت ﷺ کے اعتکاف کے بارے میں حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ "آنحضرت ﷺ کا اپنی وفات تک یہ معمول رہا کہ آپؐ رمضان کے آخری عشرہ میں اعتکاف بیٹھا کرتے تھے۔ آپؐ کی وفات کے بعد آپ کی ازواج مطہرات بھی اسی سنت کی پیروی کرتی رہیں"۔

آنحضرت ﷺ لیلۃ القدر کی تلاش کرنے والوں کو رمضان کے آخری عشرہ میں اعتکاف بیٹھنے کی ہدایت فرمایا کرتے تھے۔ چنانچہ آپؐ نے ایک موقعہ پر فرمایا کہ "مجھے بتایا گیا ہے کہ لیلۃ القدر رمضان کے آخری عشرہ میں ہے۔ تم میں سے جو شخص اعتکاف بیٹھنا چاہے وہ اس عشرہ میں بیٹھے۔ چنانچہ صحابہؓ آپؐ کے ساتھ آخری عشرہ میں اعتکاف بیٹھتے۔

اعتکاف کی میعاد

اعتکاف کے لئے کوئی میعاد مقرر نہیں۔ یہ بیٹھنے والے کی مرضی پر منحصر ہے، جتنے دن بیٹھنا چاہے بیٹھے۔ تاہم مسنون اعتکاف جو آنحضرت ﷺ کے طرز عمل سے ثابت ہے وہ کم از کم دس دن کا ہے۔ حدیث میں ہے: حضور ﷺ ہمیشہ ماہ رمضان میں دس دن اعتکاف بیٹھا کرتے تھے۔ البتہ جس سال آپؐ کی وفات ہوئی اس سال آپؐ ۲۰ دن کا اعتکاف بیٹھے۔

اعتکاف کا آغاز

سنت نبوی ﷺ کی پیروی میں اعتکاف بیس رمضان کی نماز فجر سے شروع کرنا چاہئے کیونکہ آنحضرت ﷺ کے بارے میں واضح طور پر ذکر ملتا ہے کہ آپؐ دس دن کا اعتکاف فرمایا کرتے تھے اور دس دن اسی صورت میں مکمل ہوتے ہیں جبکہ ۲۰ رمضان کی صبح کو اعتکاف میں بیٹھا جائے۔ اور عید کا چاند نظر آنے پر معتکف کا اعتکاف مکمل ہو جاتا ہے۔

روایات کے مطابق آنحضرت ﷺ نماز فجر کے بعد اپنے مُعتکَف میں قیام پذیر ہو جاتے۔ حضرت عائشہؓ کی روایت ہے: "رسول اللہ ﷺ جب اعتکاف کا ارادہ فرماتے تو نماز فجر ادا کرنے کے بعد اپنے مُعتکَف میں جو اس غرض کے لئے تیار کیا جاتا چلے جایا کرتے تھے"۔

حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں: "اعتکاف بیسویں کی صبح کو بیٹھتے ہیں۔ کبھی دس دن ہو جاتے ہیں اور کبھی گیارہ"۔

اعتکاف کی جگہ

اعتکاف کے لئے موزوں اور مناسب جگہ جامع مسجد ہے۔ جیسا کہ قرآن میں ذکر ہے: "وَ اَنتُم عاكفونَ فی المساجِد" کیونکہ مساجد ہی اللہ تعالیٰ کے ذکر اور اس کی عبادت کے لئے مخصوص ہیں اور احادیث میں مسجد میں ہی اعتکاف بیٹھنے کی تاکید ہے۔ چنانچہ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں: "لااعتكاف الّا فی مسجد جامع"۔

سارے آئمہ کرام اس رائے پر متفق ہیں کہ اعتکاف ایسی مسجد میں ہو سکتا ہے جس میں باجماعت نماز ہوتی ہو۔ گو مجبوری کی بناء پر مسجد کے باہر بھی اعتکاف ہو سکتا ہے۔

حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں: "مسجد سے باہر اعتکاف ہو سکتا ہے مگر مسجد والا ثواب نہیں مل سکتا۔"

تاہم جب باقاعدہ مسجد میسر نہ آئے مثلاً کہیں اکیلا احمدی رہتا ہے یا مقامی جماعت کے افراد کسی دوست کے گھر میں نماز ادا کرتے ہیں تو ایسی صورت میں اپنے گھر میں ایسی جگہ میں جو نماز کے لئے عام طور پر مخصوص کر لی گئی ہو اعتکاف بیٹھ سکتے ہیں۔ مجبوری کی حالت کو اللہ تعالیٰ جانتا ہے اور وہ

بندے کی نیت کے مطابق اعمال کا ثواب دیتا ہے۔

عورت بھی مسجد میں اعتکاف بیٹھ سکتی ہے لیکن اگر کسی جگہ مسجد نہیں یا مسجد میں عورت کی رہائش کا معقول اور مناسب انتظام نہیں تو گھر میں نماز کے لئے ایک الگ جگہ مخصوص کر کے وہاں اعتکاف بیٹھنا اس کیلئے زیادہ بہتر ہے۔ اعتکاف کے دوران اگر عورت کے مخصوص ایام شروع ہو جائیں تو وہ اعتکاف ترک کر دے۔ اس حالت میں اس کا مسجد میں رہنا درست نہیں ہوگا۔

اعتکاف کیلئے روزہ شرط ہے؟

یہ ضروری امر ہے کہ عام حالات میں اعتکاف کیلئے روزہ ضروری شرط ہے۔

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ روزہ کے بغیر اعتکاف درست نہیں۔ روایت کے الفاظ یہ ہیں "لا اعتکاف الا بالصوم" کہ روزہ کے بغیر اعتکاف نہیں ہے۔ آیت کریمہ "ثم اتمّوا الصّیام الی الیل ولا تباشروھن وانتم عاکفون فی المساجد" کا انداز بیان بھی اسی مسلک کی تائید کرتا ہے۔ علاوہ ازیں یہ تصریح کہیں نہیں ملتی کہ آنحضرت ﷺ یا آپؐ کے صحابہ کبھی روزہ کے بغیر اعتکاف بیٹھے ہوں۔ صحابہؓ میں سے حضرت ابن عباسؓ، حضرت ابن عمرؓ اور آئمہ میں سے امام مالکؒ، امام ابو حنیفہؒ اور امام اوزاعیؒ کا یہی مسلک ہے کہ اعتکاف کے لئے روزہ ضروری ہے۔

مُعتکِف کا مسجد سے باہر جانا

معتکف کیلئے حوائج ضروریہ کے علاوہ کسی اور وجہ سے مسجد سے باہر نکلنا جائز نہیں۔

حدیث میں آتا ہے کہ آنحضرت ﷺ اعتکاف کی حالت میں سوائے انسانی حاجت کے گھر میں نہیں آتے تھے۔ (یہ امر یاد رہے کہ آنحضرت ﷺ کا گھر مسجد کے ساتھ ملحق تھا)۔

کلّی انقطاع اعتکاف کا اعلیٰ درجہ ہے

حضرت عائشہؓ فرمایا کرتی تھیں کہ سنت یعنی آنحضرت ﷺ کے طریق کی متابعت یہ ہے کہ معتکف مسجد سے باہر نہ نکلے۔ نہ بیمار کی عیادت کیلئے اور نہ ہی جنازہ میں شامل ہونے کیلئے۔ ہاں حوائج ضروریہ کیلئے باہر جاسکتا ہے۔

انسانی حاجت سے مراد کیا ہے؟ اس کا ایک مفہوم بیت الخلاء جانا ہے۔ اس مفہوم پر تمام علماء کا اتفاق ہے کہ یہ ایسی ضرورت ہے جس کے لئے مسجد سے باہر آنا ضروری ہے۔ اسی طرح اگر محلّہ کی مسجد میں اعتکاف بیٹھا ہے تو جمعہ پڑھنے کے لئے جامع مسجد جانے کی بھی اجازت ہے اور اسے بھی حاجت انسانی سمجھا گیا ہے۔ اس کے علاوہ باقی ضروریات مثلاً درس القرآن یا اجتماعی دعا میں شامل ہونے، کھانا کھانے، نماز جنازہ پڑھنے، کسی عزیز کی بیمار پرسی کرنے یا کسی کی مشایعت کے لئے باہر آنے کی اجازت میں اختلاف ہے۔ اکثر ان اغراض کے لئے مسجد سے باہر آنے کو جائز نہیں سمجھتے اور اعتکاف کی روح بھی اس امر کی متقاضی ہے کہ ان ثانوی اغراض کے لئے معتکف مسجد سے باہر نہ آئے بلکہ کلی انقطاع کی کیفیت اپنے اوپر وارد کرنے کی کوشش کرے اور اس قسم کی ترغیبات اور خواہشات کی قربانی دینے کا اپنے آپ کو عادی بنائے۔

تاہم بعض فقہاء نے کہا ہے کہ حوائج ضروریہ میں کچھ وسعت ہے۔ بعض اور ضرورتوں کے لئے معتکف مسجد سے باہر جا سکتا ہے۔ بعض روایات سے بھی اشارۃً اس کی تائید ہوتی ہے کہ انسان کسی اور ضرورت کے پیش نظر بھی مسجد سے باہر جا سکتا ہے۔ مثلاً ایک بار حضرت صفیہؓ رات کو آنحضور ﷺ سے ملنے گئیں اور دیر تک باتیں کرتی رہیں اور جب وہ واپس ہوئیں تو آپؐ انہیں گھر تک پہنچانے آئے حالانکہ یہ گھر مسجد سے کافی فاصلہ پر تھا۔

حضرت عائشہؓ بیان فرماتی ہیں: "جب بھی قضائے حاجت کے لئے گھر آتی اور گھر میں کوئی بیمار ہوتا تو چلتے چلتے اس کی طبیعت پوچھ لیتی"۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے عیادت مریض کے جواز کے بارہ میں جو لکھا ہے اُس کا بھی غالبًا یہی مطلب ہے کہ ایسے رنگ میں عیادت جائز ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں ایک سوال پیش ہوا کہ مُعتکِف اپنے دنیوی کاروبار کے متعلق بات کر سکتا ہے یا نہیں۔ تو آپؑ نے فرمایا: "سخت ضرورت کے وقت کر سکتا ہے اور بیمار کی عیادت کے لئے اور حوائج ضروریہ کے واسطے باہر جاسکتا ہے"۔

بعض باتیں ایسی بھی ہوتی ہیں کہ انسان کو ان کے کرنے یا نہ کرنے کا اختیار ہوتا ہے لیکن اگر ان کو کیا جائے تو پھر ضروری شرائط کے ساتھ ان کی بجا آوری مشروط ہے۔ اعتکاف کا بھی یہی حال ہے۔ آپ چاہیں تو اعتکاف بیٹھیں اور چاہیں تو اپنے حالات کے پیش نظر ترک کریں۔ یہ نہیں ہو سکتا کہ آپ مسنون اعتکاف کی نیت سے اعتکاف بھی بیٹھیں اور پھر اپنی مرضی کو بھی اس میں دخل انداز ہونے دیں۔

پس مسنون اعتکاف وہی ہے جو آنحضرت ﷺ کے طریق کے مطابق ہے اور جو حدیثوں سے ثابت ہے اور وہ یہ ہے کہ رمضان کا آخری عشرہ آپ ﷺ مسجد میں روزہ سے گزارتے اور حوائج ضروریہ کے علاوہ باقی کسی ضرورت سے مسجد سے باہر نہ آتے۔

ماہ رمضان اور صدقات

رمضان میں خدا کی راہ میں خرچ کرنے کا بہت ثواب ہے۔ حدیث میں آیا ہے کہ رمضان کے مہینہ میں خرچ کرنے میں بخل نہ کیا کرو بلکہ اپنے نان و نفقہ پر بھی خرچ کیا کرو کیونکہ اس مہینہ میں تمہارے اپنے نان و نفقہ کا ثواب بھی خدا کی راہ میں خرچ کرنے کے برابر ہے۔ کیونکہ اس خرچ سے بھی انسان سحری اور افطاری کا انتظام کرتا ہے۔ اور یہ خرچ بھی عبادت پر ہی ہوتا ہے۔ اس لئے اس کا بھی ثواب رکھا ہے۔

حدیث میں آتا ہے کہ یہ ایسا مہینہ ہے **جس میں مومن کا رزق بڑھایا جاتا ہے اور نفلی صدقہ کرنے والے کو فرض کے برابر ثواب ملتا ہے۔**

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ سب سے افضل اور بہترین صدقہ وہ ہے جو رمضان میں خیرات کیا جائے۔

آنحضرت ﷺ کی سخاوت

حضرت عبداللہ ابن عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ "رسول کریم ﷺ سب لوگوں سے زیادہ سخی تھے اور رمضان میں آپؐ کی سخاوت اور بھی زیادہ ہوتی تھی۔ جب حضرت جبرئیلؑ آپؐ سے ملاقات کرنے آتے اور قرآن کریم کا دور کرتے تھے رسول کریمؐ ان دنوں تیز آندھیوں سے بھی زیادہ سخاوت فرماتے تھے"۔

حدیث میں آتا ہے کہ آنحضرت ﷺ **سے جب بھی کسی نے کچھ مانگا تو آپؐ نے اسے خالی ہاتھ نہیں لوٹایا بلکہ اسے کچھ عطا فرمایا۔**

"ایک دفعہ ایک شخص آیا تو آپؐ نے دو پہاڑوں کے درمیان وادی میں بکریوں کا پورا ریوڑ اس کے حوالے کر دیا۔ وہ اپنی قوم کے پاس گیا اور جاکر کہا کہ اے میری قوم اسلام قبول کر لو محمدؐ اتنا دیتے ہیں کہ فقر و غربت کا ان کو خوف ہی نہیں۔

ایک روایت میں ہے کہ ایک دفعہ آنحضور ﷺ ایک نیا جبہ پہن کر ایک مجلس میں تشریف لائے۔ ایک صحابی نے وہ جبہ آپؐ سے مانگ لیا۔ آپؐ نے اسے دے دیا۔

حضرت جابرؓ بیان کرتے ہیں کہ جب بھی حضورؐ سے مانگا گیا یا کوئی سوال کیا گیا آپؐ نے کبھی جواب میں "لا" نہیں فرمایا۔ یعنی کبھی آپؐ کی زبان سے "نہ" نہیں نکلی۔

صدقۃ الفطر (فطرانہ) اور اس کے مسائل

زکوٰۃ الفطر یا صدقۃ الفطر کے لئے ہمارے ہاں فطرانہ کا لفظ استعمال ہوتا ہے۔ حدیث میں آیا ہے کہ یہ ہر مسلمان چھوٹے بڑے پر واجب ہے حتیٰ کہ جو بچہ عید کے روز نماز عید سے پہلے پیدا ہو اس کی طرف سے بھی ادا کیا جائے۔

آنحضرت ﷺ نے فطرانہ کی حکمت بھی بیان کی اور فرمایا کہ **صدقۃ الفطر روز دار کو لغو اور گندی چیزوں سے پاک کرنے کا ذریعہ ہے** اور مساکین کے لئے کھانے کا سامان مہیا کرتا ہے۔ جو شخص نماز عید سے قبل اسے ادا کر دے تو اس کا صدقۃ الفطر یا فطرانہ قبول ہوتا ہے اور نماز کے بعد ادا کرے تو وہ عام صدقہ ہوگا، فطرانہ شمار نہ ہوگا۔

یعنی جس طرح انسان کے گناہوں کے ازالہ کا ایک ذریعہ استغفار اور نوافل اور دوسری عبادات ہیں اسی طرح صدقہ ردّ بلا کا ذریعہ بھی ہے اور گناہوں کا کفارہ بھی کرتا ہے۔ اس لئے حضورؐ نے ایک حکمت تو یہ بیان فرمائی کہ روزہ میں انسان سے جو کوتاہی رہ جائے صدقۃ الفطر گویا اس کی تلافی کا ذریعہ ہے۔

دوسری حکمت یہ بیان فرمائی کہ غریب مسکین لوگ جن کے پاس عید کے اخراجات کے لئے کچھ رقم نہیں ہوتی انہیں عید کی خوشیوں میں شامل کرنے کا یہ ایک ذریعہ ہے اسی لئے فرمایا کہ صدقۃ الفطر عید سے پہلے ادا کیا جائے۔

فطرانہ کب ادا کیا جائے؟

صدقۃ الفطر رمضان کے داخل ہونے سے ہی واجب ہو جاتا ہے تاہم اس کی ادائیگی عید کی نماز سے قبل یکم شوال تک ضروری ہے۔ بہتر یہی سمجھا جاتا ہے کہ غرباء کو عید کی تیاری کے لئے پہلے فطرانہ دے دیا جائے تاکہ وہ عید کی خوشیوں میں برابر کے شریک ہو سکیں۔

حضرت ابن عمرؓ کے متعلق آتا ہے کہ آپ عید سے ایک یا دو دن قبل فطرانہ ادا فرمایا کرتے تھے۔

فطرانہ کی شرح

فطرانہ کے طور پر ہر کس یا فرد پر ایک صاع کھجور یا انکے برابر قیمت ادا کرنی مقرر ہے۔ صاع عربوں میں ماپ کا ایک پیمانہ ہے جس میں دو (۲) رِطل ہوتے ہیں۔ اس طرح ایک صاع میں قریباً آٹھ پاؤنڈ (وزن) ہوئے۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول خدا ﷺ نے صدقۃ الفطر ایک صاع کھجور یا جو ہر آزاد و غلام، ہر مرد و عورت اور ہر چھوٹے بڑے مسلمان پر فرض فرمایا تھا۔ اور حکم دیا تھا کہ لوگوں کے عید کی نماز کے لئے جانے سے پہلے یہ ادا کیا جائے۔

حضرت عبداللہ بن عمر ﷺ یہ بھی بیان فرماتے ہیں کہ جو، کھجور، منقہ وغیرہ کا ایک صاع صدقۃ الفطر میں ہر کس کی طرف سے دیا جاتا تھا۔

حالات کے مطابق گندم کی جو قیمت ہو اس لحاظ سے ایک صاع یعنی قریباً دو سیر گندم کی قیمت کا اندازہ کر کے رقم معین کر دی جاتی ہے۔ اور اس کی ادائیگی کا اعلان کر دیا جاتا ہے۔

برطانیہ میں فدیہ، فطرانہ اور عید فنڈ کی شرح

فدیہ......۰۰-۶۰ پاؤنڈز

فطرانہ......۵۰-۱ پاؤنڈز فی کس

عید فنڈ......۰۰-۵ پاؤنڈز

مقدمہ شرقپور

تین معصوم احمدیوں پر توہین رسالت کے مقدمہ کی اہم تفصیلات

(رشید احمد چوہدری - پریس سیکرٹری)

پاکستان میں جس طرح شب وروز معصوم احمدیوں کے بنیادی انسانی حقوق تلف کئے جا رہے ہیں اور سراسر ظلم اور ناانصافی سے کام لیتے ہوئے ان پرطرح طرح کے مقدمات بنائے جاتے ہیں اورجیلوں میں گھسیٹا جاتاہے۔ یہ داستان بہت ہی دردناک اور لرزہ خیز ہے۔ نہ صرف ملاّں اور ان کے چیلے چانٹے ہی اس ظلم میں پیش پیش ہیں بلکہ بدقسمتی سے بعض حکومتی کارندے اور عدالت کی کرسی پر بیٹھنے والے بھی ان زیادتیوں میں شامل ہیں۔ ذیل میں ایک ایسے ہی مقدمہ کی کسی قدر تفصیلات پیش کی گئی ہیں جس میں تین معصوم احمدی نوجوانوں کو ظلم و ستم کانشانہ بنایا گیا ہے۔احباب رمضان کے ان بابرکت ایام میں اپنی متضرعانہ دعاؤں میں نہ صرف ان تینوں اسیران راہ مولا کو بلکہ پاکستان کے تمام احمدیوں کو خصوصیت سے یاد رکھیں جومحض لِلّٰہ ہر قسم کی تکالیف کو صبر و استقامت کے ساتھ برداشت کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ جلد ظالموں کی عبرتناک گرفت فرمائے اور معصوموں کو ہرقسم کے ظلم سے رہائی بخشے۔

☆......☆......☆

مکرم عبدالقدیر شاہد صاحب مربی سلسلہ جماعت احمدیہ اور ان کے دو نسبتی بھائیوں مکرم اشفاق احمد اور مکرم شہباز احمد ولد محمد حسین صاحب آف شرقپور ضلع شیخوپورہ کے خلاف تبلیغ کرنے کے الزام میں زیر دفعہ 298/A تعزیرات پاکستان ایک مقدمہ مورخہ ۲۸/اکتوبر ۱۹۸۸ء کو تھانہ شرقپور ضلع شیخوپورہ میں درج ہوا۔ یہ مقدمہ شرقپور کے رہنے والے ایک مخالف سلسلہ حکیم اقبال احمد کی تحریری درخواست پر درج کیا گیا۔ درخواست میں لکھا گیا کہ :

☆......۲۵/اکتوبر ۱۹۸۸ء کو عید میلادالنبیؐ کے دن بعض قادیانی نوجوان جن میں اشفاق احمد اور شہباز احمد شامل تھے ایک پوسٹر لگا رہے تھے جس کے مندرجات دیگر مسلمانوں کے جذبات مجروح کرنے والے تھے۔ چنانچہ جب یہ پوسٹر لگا کر واپس ہوئے تو کچھ نوجوان جن میں مقصود احمد ، احمد صابر علی، شیخ محمد حبیب اور شیخ اشرف علی تھے ان کے پیچھے ان کے گھروں تک گئے اور انہیں پوچھا کہ انہوں نے پوسٹر کیوں لگایاہے۔احمدیوں نے جواب دیا کہ پوسٹر میں کسی کے خلاف کوئی بات نہیں مگر تعاقب کرنے والے نوجوان کی تسلی نہیں ہوئی اور تھوڑی دیر بات چیت کرنے کے بعد وہ واپس چلے گئے۔ درخواست میں مزید لکھا گیا کہ :

۲۸/اکتوبر کی شام کو جب غیر احمدی نوجوان مقصود احمد، احمد صابر اور شیخ محمد حبیب ایک شخص جمیل کی دکان پر کھڑے تھے تو اشفاق، شہباز اور ایک اور احمدی نوجوان بھی وہاں آگئے اور آکر احمدیت کی تبلیغ شروع کر دی۔ پھر ہمیں دعوت دی کہ ان کے ہاں اُن کے مربی صاحب آئے ہوئے ہیں اگر ہمیں احمدیت کے بارہ میں شکوک ہیں تو ان کے گھر جائیں، مربی صاحب ہمارے شکوک دور کر دیں گے۔ چنانچہ ہم سب شہباز اور اشفاق کے ہمراہ ان کے گھر چلے گئے۔ جہاں مربی عبدالقدیر نے ہمیں تبلیغ شروع کر دی اور ہمیں کہا کہ احمدیت ہی سچا اسلام ہے۔اس دوران کچھ اور افراد حکیم محمد اقبال (درخواست دہندہ)، محمود الحسن، حافظ نعیم الرحمٰن اور شیخ جمیل احمد وہاں پہنچ گئے۔ ان لوگوں نے مربی عبدالقدیر سے کہا کہ وہ اسلامی تعلیمات کو توڑ مروڑ کر پیش نہ کریں اور آئمہ اسلام کی توہین کے مرتکب نہ ہوں۔انہوں نے مربی صاحب کو یہ بھی کہا کہ آپ رسول کریمؐ کی توہین کے مرتکب ہو رہے ہیں۔ اس لئے خدا تعالیٰ سے معافی مانگیں اور دروازے پر لکھا ہوا کلمہ طیبہ بھی مٹا دیں۔

جب احمدیوں نے ایسا کرنے سے انکار کر دیا تو ہم سب سیدھا یہاں پولیس سٹیشن چلے آئے ہیں اور درخواست ہے کہ ان تینوں احمدیوں کے خلاف باضابطہ کارروائی کی جائے۔

درخواست میں سراسر جھوٹا اتہام باندھتے ہوئے یہ بھی لکھا گیا کہ دوران گفتگو مربی عبدالقدیر نے کہا تھا کہ "جو کچھ تم مرزا غلام احمد کے بارہ میں کہہ رہے ہو ہم وہی کچھ آپ کے نبی محمد (ﷺ) کے بارے میں کہتے ہیں"۔

چنانچہ تینوں احمدیوں کے خلاف زیر دفعہ 298/A مقدمہ درج کر لیا گیا اور رات ۱۱ بجے تھانیدار نے ملزمان کو ان کے گھر سے گرفتار کر کے حوالات میں بند کر دیا۔ اگلے روز فیروزوالا (شاہدرہ) کے مجسٹریٹ کی عدالت میں ضمانت کی درخواست پیش کی گئی جو منظور ہو گئی اس طرح تینوں احمدی ضمانت پر رہا ہو کر گھر آگئے۔

☆......پولیس نے بعد تفتیش ۱۹۸۹ء میں مجسٹریٹ

کی عدالت میں مقدمہ برائے سماعت داخل کر دیا۔ مجسٹریٹ نے ۱۹۹۱ء میں احمدیوں پر چارج شیٹ لگائی اور ۱۹۹۳ء تک تمام گواہوں وغیرہ کی گواہیاں ختم ہو گئیں۔ اس طرح ۲۵/اگست ۱۹۹۳ء تک مقدمہ کی کارروائی ختم ہو چکی تھی صرف فیصلہ سنانا باقی تھا۔ مگر عدالت نے فیصلے کو التوا میں رکھا۔اسی دوران یعنی ۱۷/اکتوبر ۱۹۹۴ء کو مدعی نے عدالت میں درخواست دی کہ اس مقدمہ میں 298/A دفعہ درست نہیں بلکہ دفعہ 295/C (توہین رسالت کی دفعہ) کے تحت مقدمہ کی سماعت کی جائے۔

چنانچہ مجسٹریٹ محمد صدیق صاحب نے ۷/مارچ ۱۹۹۵ء کو اس درخواست کی سماعت کی اور ۱۹/مارچ ۱۹۹۵ء کو فیصلہ دیا کہ مقدمہ زیر دفعہ 295/C آتا ہے اس لئے اس عدالت کے دائرہ کار سے باہر ہے اور مسل مقدمہ سیشن جج شیخوپورہ کو بھجوا دی۔ (یاد رہے کہ دفعہ 295/C کے تحت مقدمہ سیشن جج سن سکتا ہے مجسٹریٹ نہیں)۔ یہ مقدمہ ایڈیشنل سیشن جج شیخوپورہ محمد محمود چوہدری کی عدالت میں پیش ہوا جنہوں نے یہ کہہ کر کہ دفعہ 295/C کا اطلاق اس مقدمہ پر نہیں ہوتا لہذا ٹرائل مجسٹریٹ صاحب زیر دفعہ 298/A اس کا فیصلہ سنا دیں کیس واپس بھجوایا۔ مگر محمد صدیق صاحب مجسٹریٹ نے ایک دفعہ پھر ۲۹/اگست ۱۹۹۵ء کو فیصلہ دیا کہ اس مقدمہ پر دفعہ 295/C کا اطلاق ہوتا ہے اور مسل دوبارہ ڈسٹرکٹ اینڈ سیشن جج شیخوپورہ کو بھجوا دی۔ اور ملزمان کو ہدایت کی کہ وہ ۱۸/ستمبر ۱۹۹۵ء کو عدالت مذکورہ میں حاضر ہوں۔ اس دوران پہلے ایڈیشنل جج محمد محمود چوہدری صاحب تبدیل ہو چکے تھے اور ان کی جگہ رانا زاہد محمود صاحب ایڈیشنل سیشن جج مقرر ہوئے تھے چنانچہ ان کی عدالت میں مقدمہ پیش ہوا۔

اس نئے سیشن جج کی عدالت میں احمدی مسلمان وکیل مکرم خواجہ سرفراز احمد صاحب ایڈووکیٹ نے مورخہ ۱۷/دسمبر ۱۹۹۵ء یہ درخواست دی کہ چونکہ لوئر کورٹ نے یہ فیصلہ دیا ہے کہ اس مقدمہ میں دفعہ 298/A کا اطلاق نہیں ہوتا اس لئے مجسٹریٹ کو حکم دیا جائے کہ وہ پہلے اس مقدمہ میں 298/A کے بارہ میں حتمی فیصلہ دیں مگر سیشن جج نے یہ درخواست مورخہ ۱۵/جولائی ۱۹۹۷ء کو خارج کر دی۔

اس خدشہ کے پیش نظر کہ اب دفعہ 295/C کے تحت مقدمہ کی کارروائی شروع ہو جائے گی ہائی کورٹ میں یہ درخواست دی گئی کہ مقدمہ کی کارروائی کو کالعدم قرار دیا جائے۔ اس پر ہائی کورٹ میں ۲۹/جولائی ۱۹۹۷ء اور ۳۱/جولائی ۱۹۹۷ء کو بھرپور بحث ہوئی مگر ہائی کورٹ کے جج جسٹس محمد نعیم نے اپنے فیصلہ میں دفعہ 298/A کے تحت کارروائی کو خارج قرار دے کر دفعہ 295/C کو قائم رکھا اور پٹیشن کو خارج قرار دیتے ہوئے فیصلے میں لکھا کہ ایڈیشنل سیشن جج شیخوپورہ رانا زاہد محمود اس مقدمہ کی سماعت کریں اور مورخہ ۳۰/دسمبر ۱۹۹۷ء تک اس کو بھگتا دیں۔

ہائی کورٹ کے اس فیصلے کے خلاف سپریم کورٹ میں اپیل کی گئی اور ساتھ ہی اپیل کی سماعت کے دوران Stay Order کی درخواست کی گئی۔ سپریم کورٹ کے جسٹس نثار صاحب نے نہ صرف اپیل خارج کر دی بلکہ رانا زاہد محمود کو کہا کہ مقدمہ کا فیصلہ ۳۰/نومبر ۱۹۹۷ء تک کر دیا جائے۔ چنانچہ یکم دسمبر ۱۹۹۷ء کو رانا زاہد محمود ایڈیشنل سیشن جج شیخوپورہ نے فیصلہ صادر کیا کہ ہر سہ ملزمان کو ۲۵، ۲۵ سال قید بامشقت اور ۵۰، ۵۰ ہزار روپیہ جرمانہ کی سزا دی جاتی ہے اور عدم ادائیگی جرمانہ کی صورت میں مزید دو سال سزا بھگتنی ہو گی۔

سزا سنانے کے فوراً بعد تینوں احمدی مسلمانوں کو گرفتار کر کے ہتھکڑیاں لگا دی گئیں اور جیل پہنچا دیا گیا۔ یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ رانا زاہد محمود نے کمرہ عدالت میں آتے ہی نائب کورٹ عدالت کے ذریعہ قریشی اسماعیل کی کتب جو ہمارے خلاف مقدمات

باقی صفحہ نمبر ۹ پر ملاحظہ فرمائیں

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ہمیں موصول ہونے والے ان اخبارات ورسائل سے اہم اور دلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔

سلطان صلاح الدین ایوبی

صلاح الدین ایوبی وہ نامور مجاہد ہیں جن کا نام آج بھی مسلمانوں کے خون میں زندگی کی لہر دوڑا دیتا ہے۔ جنہوں نے اپنی فراست، شجاعت اور جنگی مہارت سے متحدہ عیسائی افواج کو شکست فاش دی۔ حضرت خلیفۃالمسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ نے ان کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا "صلاح الدین ایک بہت ہی عظیم شخصیت تھی جو اسلامی اخلاق کا ایک عظیم الشان مرقّع تھا۔ ایسا حیرت انگیز مرقّع کہ بعض مغربی مؤرخین نے اس کو عمر بن عبدالعزیز ثانی کہنا شروع کردیا"۔ روزنامہ "الفضل" ربوہ ۱۹؍جولائی ۹۸ء میں سلطان صلاح الدین ایوبی کے بارے میں ایک مضمون مکرم سید ظہور احمد شاہ صاحب کے قلم سے شامل اشاعت ہے۔

صلاح الدین کرد قبیلہ 'رادادیہ' سے تعلق رکھنے والے ایوب نجم الدین کے ہاں ۱۱۳۸ء میں پیدا ہوئے۔ سلطان نورالدین زنگی نے جب دمشق فتح کیا تو نجم الدین اور اُن کے بھائی شیرکوہ نے بھی اُس کی ملازمت اختیار کرلی۔ پھر سلطان کے کہنے پر شیرکوہ نے مصر فتح کیا اور وہاں کا وزیراعظم مقرر ہوا۔ اس جنگ میں بادل ناخواستہ صلاح الدین ایوبی نے بھی شرکت کی۔ اگرچہ وہ مطالعہ اور شاعری کے شوقین اور تنہائی پسند تھے اور انہیں جنگ وجدل سے شغف نہ تھا لیکن سلطان زنگی اور اپنے چچا شیرکوہ کے مجبور کرنے پر وہ اس مہم جوئی میں شامل ہوئے۔ کچھ عرصہ کے بعد جب شیرکوہ کا انتقال ہوگیا تو صلاح الدین ایوبی کو مصر کا وزیراعظم بنادیا گیا۔

سلطان نورالدین کے برسراقتدار آنے سے پہلے عباسی خلافت کمزور ہوچکی تھی اور عیسائیوں نے اس موقع سے فائدہ اٹھاکر صلیبی جنگوں کا آغاز کردیا تھا۔ بلکہ پہلی جنگ میں ہی انہوں نے بیت المقدس پر قبضہ کرلیا تھا۔ دوسری صلیبی جنگ میں اگرچہ سلطان کی فوجوں نے عیسائیوں کو شکست دی لیکن جلد ہی سلطان کی وفات سے صورتحال پھر بدل گئی اور عیسائیوں کے حوصلے بلند ہوگئے۔ چنانچہ انہوں نے دمشق پر حملہ کیا لیکن وہاں کے حکمرانوں نے صلح کرلی۔ پھر عیسائیوں نے مصر پر حملہ کیا لیکن ایوبی کی فوجوں نے انہیں شکست دی۔

دوسری طرف سلطان نورالدین کی وفات کے بعد اس کے بیٹوں اور رشتہ داروں نے بہت سی علیحدہ علیحدہ حکومتیں قائم کرلیں جو آپس میں دست وگریبان رہتی تھیں اور بعض عیسائیوں سے بھی مل جاتیں۔ ایوبی کو احساس تھا کہ جب تک مسلمان متحد نہیں ہو جاتے تب تک عیسائیوں کا مقابلہ مشکل ہے۔ چنانچہ انہوں نے مسلسل چودہ سال مسلمانوں کو متحد کرنے میں صرف کئے اور آخرکار اسلامی سلطنت کو سلطان صلاح الدین کے زیراہتمام وہی سطوت حاصل ہوگئی جو کبھی پہلے حاصل تھی۔

اسی دوران کرک کے عیسائی حاکم ریجی نالڈ نے صلاح الدین ایوبی سے کئے گئے اپنے چار سالہ صلح کے معاہدہ کو خود توڑ ڈالا اور مسلمانوں کے ایک قافلہ کو لوٹ کر بعض مسلمانوں کو قتل اور بعض کو قید کردیا۔ چنانچہ صلاح الدین نے قسم کھائی کہ وہ ریجی نالڈ کو اپنے ہاتھ سے قتل کرکے مسلمانوں کے خون کا بدلہ لیں گے۔ انہوں نے ۱۱۸۷ء میں عیسائیوں کے خلاف جہاد کی عام منادی کرادی اور ایک بہت بڑی خونریز جنگ کے بعد ایوبی نے نالڈ کو اپنے ہاتھ سے قتل کرکے فلسطین اور بیت المقدس کو فتح کیا۔ اس موقع پر انہوں نے شہر کے عوام کو جان ومال کی امان دی حالانکہ ایک سو سال پہلے جب عیسائیوں نے بیت المقدس فتح کیا تھا تو مسلمانوں کا قتل عام کیا گیا تھا اور ظلم کا بازار گرم کیا تھا لیکن سلطان صلاح الدین نے بڑی شرافت اور فیاضی کا سلوک کیا جس کا اعتراف عیسائی مؤرخین نے بھی کیا ہے۔

مسلمانوں کے بیت المقدس پر قبضہ کے بعد جلد ہی یورپ کی تمام اقوام نے متحد ہوکر مسلمانوں پر حملے شروع کردیئے۔ نو بڑے معرکے اور ایک سو سے زیادہ لڑائیاں ہوئیں جو اگرچہ بے نتیجہ ثابت ہوئیں لیکن مسلمانوں کا پلّہ بھاری رہا۔ آخر یورپین لشکر کو صلح پر مجبور ہونا پڑا۔ صلح کی شرط کے مطابق ساحلی علاقہ کی ایک پٹی عیسائیوں کو دیدی گئی اور باقی فلسطین مسلمانوں کے قبضہ میں آگیا۔ لیکن جنگوں کے اس طویل سلسلے نے سلطان صلاح الدین ایوبی کی صحت پر بہت برا اثر کیا تھا۔ مزید برآں انہوں نے جنگ اور بیماری کے دوران قضاء ہونے والے اپنے روزے بھی اب رکھنے شروع کردیئے جس سے صحت مزید گر گئی اور وہ ۴؍مارچ ۱۱۹۳ء کو صرف ۵۵ سال کی عمر میں انتقال کرگئے۔

سلطان صلاح الدین ایک نڈر جرنیل تھے اور دشمن کے لشکر کا رات کے وقت چکر لگانا ان کا معمول تھا۔ جنگ کے دوران مجاہدین کی صفوں میں گھوم پھر کر حوصلہ بڑھاتے۔ اُن کی تقریباً ساری عمر میدان جنگ میں ہی گزری اور اسلام کی خاطر انہوں نے اپنا گھربار، آرام و آسائش سب کچھ چھوڑ دیا۔ میدان جنگ میں ہی انہیں اپنے جواں سال بیٹے اور ایک بھتیجے کی وفات کی اطلاع ملی لیکن انہوں نے جہاد کی سرگرمیوں میں ذرّہ بھر بھی فرق نہ آنے دیا۔

سلطان اعلیٰ اخلاق و کردار کا بے مثال نمونہ تھے۔ جنگ یا امن، صحت یا بیماری، ہر حالت میں ہمیشہ نماز باجماعت ادا کرتے۔ روزے باقاعدگی سے رکھتے۔ عادل اور رحمدل تھے اور لوگوں کیلئے اُن تک پہنچنے اور انصاف کے حصول میں کوئی رکاوٹ نہ تھی۔ اُن کی فیاضی کا شہرہ عام تھا۔ وراثت میں کوئی جاگیر نہیں چھوڑی۔ وفات کے بعد محض ۴۷ درہم اور سونے کا ایک ٹکڑا اُن کی کُل پونجی کے طور پر ملے۔ وہ کبھی غصے اور کرخت لہجے میں بات نہ کرتے۔ مہمان نواز تھے۔ کبھی اپنوں یا غیروں کو دھوکہ نہیں دیا اور ہمیشہ اپنے وعدے کا پاس کیا۔ عیسائی رعایا کی حفاظت اپنا فرض منصبی سمجھا۔ میدانِ جہاد میں اتنا وقت گزارنے کے باوجود عوام کی خدمت میں کمی نہیں کی اور ساری سلطنت میں مدرسے، سرائیں اور ہسپتال بنوائے۔ اُن کی بے شمار خوبیوں کی وجہ سے دوست اور دشمن اُن کا نام آج بھی احترام سے لینے پر مجبور ہیں۔

-......☆......☆......☆......-

اخلاص اور وفا کے پیکر

روزنامہ "الفضل" ربوہ ۲۶؍جون ۹۸ء میں محترم صاحبزادہ ڈاکٹر مرزا منور احمد صاحب کا مختصر ذکر خیر کرتے ہوئے مکرم سید قمر سلیمان احمد صاحب رقمطراز ہیں کہ اپنے بچپن سے ہی ہم نے دیکھا کہ محترم میاں صاحب نہایت صاف اور خوبصورت لباس اور عمدہ خوشبو استعمال کرتے، جہاں سے گزرتے وہاں کی فضا دیر تک معطّر رہتی۔ مغرب کی نماز کے بعد حضرت مصلح موعودؓ کی خدمت میں حاضری دیتے اور پھر قصر خلافت کے ایک نیم تاریک کمرے میں اتنی لمبی سنتیں ادا کرتے کہ عشاء کی نماز کا وقت ہوجاتا۔

بلدیہ ربوہ کے آغاز پر محترم میاں صاحب آنریری سیکرٹری مقرر ہوئے تو بہت عمدہ منصوبہ بندی سے سڑکوں کے کنارے ایسے درخت لگوائے جو ربوہ کی شورزدہ زمین میں پنپ سکیں، اور اُن درختوں میں سے کچھ ابھی تک چل رہے ہیں۔ اسی طرح پھول اور سبزیاں بھی خوب لگوائیں جن سے دوسروں نے بھی استفادہ کیا۔ شکار کا بھی شوق تھا اور جب شکار پر جاتے تو جہاں جاتے وہاں میڈیکل کیمپ بھی لگ جاتا۔ بزرگوں سے بے انتہاء محبت تھی اور باوجود چیف میڈیکل افسر ہونے کے اکثر شام کو ہاتھ میں بلڈپریشر کا آلہ تھامے کسی بزرگ کے یہاں خود تشریف لے جاتے۔

محترم صاحبزادہ صاحب کو خلافت سے عشق تھا۔ چنانچہ دو مواقع ایسے آئے جب خدا تعالیٰ نے آپکو خلافت کی خاص خدمت کی توفیق عطا فرمائی۔ ۴۷ء میں جب حضرت مصلح موعودؓ قادیان سے لاہور کیلئے عازم سفر ہوئے تو آپ ہی قادیان میں حضورؓ کے کمرے میں اس وقت تک موجود رہے جب تک حضورؓ کے لاہور پہنچنے کی اطلاع نہ آگئی۔ اسی طرح ۸۴ء میں حضرت خلیفۃالمسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ کے لندن تشریف لے جاتے وقت ربوہ سے جو قافلہ اسلام آباد کے لئے روانہ ہوا تو حضور انور کی کار میں محترم میاں صاحب ہی سوار تھے۔

حضرت مصلح موعودؓ کی بیماری کے ایام میں آپکے ذمہ خلیفہ وقت کی صحت پر نظر، علاج معالجہ کی نگرانی اور ایک فدائی جماعت کو اپنے محبوب امام کی صحت سے ہر روز آگاہ کرنا بہت اہم کام تھا۔ ۵۴ء میں آپ نے فضل عمر ہسپتال کا چارج سنبھالا اور نومبر ۶۵ء میں حضرت مصلح موعودؓ کی وفات تک بلاناغہ یہ سعادت حاصل کرتے رہے۔ پھر حضرت خلیفۃالمسیح الثالثؒ کے ساتھ فدائیت کا یہی نمونہ اختیار کئے رکھا اور خلافت رابعہ کے دور میں بھی خلوص و وفاداری کا وہی حال تھا بلکہ اپنی اولاد میں بھی خلافت کی اطاعت اور محبت کی خوبی خاص طور پر منتقل کی۔ اپنی اولاد کو وقف کرنے کی محترم میاں صاحب کی شدید خواہش تھی اور آپکی اسی خواہش کے نتیجہ میں اب آپکے بڑے بیٹے مکرم صاحبزادہ مرزا مبشر احمد صاحب اسی ہسپتال میں خدمت کی توفیق پا رہے ہیں جہاں انکے جلیل القدر والد نے نقوش خدمت ثبت کئے تھے۔

-......☆......☆......☆......-

ماریشس کے ایک فدائی احمدی

ماریشس میں احمدیت کے آغاز میں وہاں کی سورتی فیملی "اچھا" کے بعض افراد نے نمایاں کردار ادا کیا تھا۔ اسی فیملی کے ایک فرد مکرم یوسف صالح اچھا صاحب تھے جن کا ذکر خیر روزنامہ "الفضل" ربوہ ۱۳؍جون ۹۸ء میں مکرم صدیق احمد منور صاحب کے قلم سے شامل اشاعت ہے۔

محترم یوسف صالح صاحب ہمہ وقت جماعتی خدمت کے لئے حاضر رہتے۔ مضمون نگار لکھتے ہیں کہ ماریشس میں اُنکے تیرہ سالہ قیام کے دوران کبھی ایک بار بھی ایسا نہیں ہوا کہ یوسف صاحب کو بلایا گیا ہو اور وہ نہ آئے ہوں۔ کہیں نمائش لگائی جاتی یا دعوت الی اللہ کے لئے کوئی محفل یا کانفرنس منعقد ہوتی تو یوسف صاحب سب سے نمایاں نظر آتے۔ اُن کی آواز بھی بلند تھی اور کئی گھنٹے مسلسل بول سکتے تھے۔ وہ حوالہ جات کی ڈکشنری تھے اور عہدنامہ قدیم کے حوالہ جات جن کی تلاش مشکل ہوتی ہے اُن کی موجودگی میں بالکل آسان ہوجاتی۔ آپ فرانسیسی زبان پر مکمل دسترس رکھتے تھے۔ یوسف صاحب کا اکثر فارغ وقت مسجد میں گزرتا اور فرانسیسی زبان میں خط وکتابت کا فریضہ انجام دیتے۔ اس خط و کتابت کے نتیجے میں بہت سے افراد کو قبول احمدیت کی سعادت بھی عطا ہوئی۔

۱۹۸۱ء میں حضرت خلیفۃالمسیح الثالثؒ کی اجازت سے ایک وفد بحرہند کے ایک ملک میں پہلی بار تبلیغی دورہ پر گیا جس میں یوسف صاحب بھی شامل ہوئے اور بطور مترجم بڑی قابلیت سے اپنا فرض بجالائے۔ اس دورے کے نتیجے میں تیس افراد کو احمدیت میں شمولیت کی توفیق عطا ہوئی۔

مضمون نگار لکھتے ہیں کہ میں نے جب بھی یوسف صاحب کو دیکھا انہیں زیرِ لب ذکرالٰہی میں مصروف پایا۔ آپ نمازوں میں اکثر امامت کرواتے اور بہت پُرسوز آواز میں تلاوت کیا کرتے۔ یوسف اچھا صاحب نے اپنی زندگی کے آخری ایام احمدیہ مرکز میں ہی گزارے۔

Muslim Television Ahmadiyya
Programme Schedule for Transmission

08/01/99 - 14/01/99

Please Note that programme and timings may Change without prior notice. Details of Programmes are Announced Every Six Hours. All times are given in British Standard Time. For more information please phone on +44 181 870 8517 or fax +44 181 874 8344

Friday 8th January 1999 *19 Ramadhan*

00.05 Tilawat, Darsul Hadith, News
00.40 Yassarnal Quran Class No: 51 ®
01.05 Darsul Quran by Huzoor - Rec: 07/01/99 ®
02.45 Liqa Ma'al Arab with Huzur, Session: 429 Rec.28/07/98 ®
03.45 Urdu Class with Huzoor ®
04.50 Homeopathy Class with Huzur, Lesson:194®
06.05 Tilawat, Darsul Hadith, News
06.55 Yassarnal Quran Class No: 51 ®
07.15 Pushto Programme
Speech by Irshad Ahmad Khan
07.50 MTA Variety - Barkaat-e-Khilafat Part1
08.35 Liqa Ma'al Arab with Huzur, Session: 429 Rec.28/07/98 ®
09.45 Urdu Class with Huzoor ®
10.50 Computer For Everyone Part 92
11.25 Bangali Service: The glorious Quran from the writings of Hadhrat Masih-e-Maud AS
12.05 Tilawat, Dars Malfoozat, News
13.00 Friday Sermon by Huzoor LIVE
14.05 Documentary: All Pakistan Industrial Exhibition 1998
14.35 Recontre Avec Les Francophones Mulaqat with Huzoor (French)
15.40 Friday Sermon by Huzur ®
16.55 Liqa Ma'al Arab with Huzur, Session: 430
18.05 Tilawat, Hadith
18.30 Urdu Class with Huzoor
19.35 German Service
20.50 Children's Corner Kodak No.3
21.10 Medical Matters
21.45 Friday Sermon by Huzur, ®
22.55 Recontre Avec Les Francophones ® Mulaqat with Huzoor (French)

Saturday 9th January 1999 20 Ramadhan

00.05 Tilawat, Hadith, News
00.40 Children's Corner Koodak no.3
01.0 Liqa Ma'al Arab with Huzur, Session: 430 ®
02.05 Friday Sermon by Huzur, ®
03.15 Urdu Class with Huzur, ®
04.20 Computer for everyone - Part 92 ®
04.55 Recontre Avec Les Francophones Mulaqat with Huzoor (French) ®
06.05 Tilawat, Darsul Hadith, News
07.00 Children's Corner Koodak No.3
07.25 Saraiky Programme: Mulaqat with Huzoor Rec: 09/01/97
08.25 Liqa Ma'al Arab with Huzur, Session: 430 ®
09.30 Urdu Class with Huzoor (R)
10.45 MTA Variety - By Abdul Basit Shahid Sahib
11.15 Dars ul Quran, LIVE
13.05 Tilawat, News
13.45 Indonesian Hour – Tilawat Siratunabi
14.15 Bengali Service- Lets Learn Dua part2 Winter vegetables
14.45 Children's Class No.129 with Huzoor
16.20 Liqa Ma'al Arab Session: 431
17.30 Al Tafseer-ul-Kabir, Programme No: 26
18.05 Tilawat, Darsul Hadith
18.30 Urdu Class with Huzoor ®
19.40 German Service, Poem, Sports Sports MTA special Ramadhan
20.40 Children's Corner - Quiz Quran Pt 2
21.05 Dars ul Quran by Huzoor, Rec: 09/01/99
22.35 Dars ul Hadith
22.50 Children's Class No.129 with Huzoor ®

Sunday 10th January 1999 21 Ramadhan

00.05 Tilawat, Seerat Un Nabi, News
00.50 Children's Corner -Quiz seerat Hadhrat Masih-e-Maud AS ®
01.15 Dars ul Quran Rec.09/1/99 ®
02.45 Liqa Ma'al Arab, Session No: 431
03.45 Urdu Class with Huzoor ®
04.50 Children's Class with Huzoor ®
06.05 Tilawat, Seerat un Nabi, News
06.55 Children's Corner, Quiz Seerat Hdhrat Masih Maud AS part2 ®
07.20 Friday Sermon by Huzur,Rec.08/01/99®
08.25 Speech by Khalifa Sabah ud Din Ahmad sb.
09.0 Liqa Ma'al Arab with Huzoor, Session: 431 ®
10.05 Urdu Class with Huzoor
11.15 Dars ul Quran - LIVE
12.45 Dars ul Hadith
13.05 Tilawat, News
13.45 Indonesian Hour: Siratun Nabi SAW
14.15 Bengali Service – Discussion on Ramadhan
14.55 Mulaqat with English speaking friends
16.20 Liqa Ma'al Arab, Session: 432
17.25 Albanian Programme with Ata'ul Kaleem Sahib, programe 2 part2
18.05 Tilawat, Seerat un Nabi
18.30 Urdu Class with Huzoor
19.50 German Service: Buch Gottes, Tablighi Meetings
20.50 Children's Corner: Muqaabla Hifze Ashar, Part 6
21.10 Dars ul Quran by Huzoor Rec: 10/01/99
23.05 MTA Variety Speech by Hafiz Muzaffar Ahmad

Monday 11th January 1999 22 Ramadhan

00.05 Tilawat, Darsul Malfoozat, News
01.05 Children's Corner: Muqaabla Hifze Ishar, Part 6
01.15 Dars ul Quran by Huzoor Rec. 10/01/99 ®
02.45 Liqa Ma'al Arab, Session No:432
03.50 Urdu Class with Huzoor
04.55 Mulaqat with Huzoor (English)
06.05 Tilawat, Dars Malfoozat, News
06.55 Children's Corner: Muqaabla Hifze Ishar, Part 6 ®
08.85 Liqa Ma'al Arab: Session No.432 ®
10.00 Urdu Class with Huzoor ®
11.15 Dars ul Quran - LIVE
13.05 Tilawat, News
13.45 Indonesian Hour: Lets learn salat
14.20 Bengali Service: Shallow pump machine brings a revolution......
14.45 Homeopathy Class: Lesson No.195
16.15 Liqa Ma'al Arab: Session No. 1
17.20 Turkish Programme: A talk about Fasting –Part 6
18.05 Tilawat, Dars Malfoozat
18.25 Urdu Class with Huzoor
19.30 German Service
20.30 Children's Corner Children's workshop No.4
21.05 Dars ul Quran by Huzoor Rec.11/01/99 ®
22.50 Homeopathy Class: Lesson No.195

Tuesday 12th January 1999 23 Ramadhan

00.05 Tilawat, Dars ul Hadith, News
00.35 Children's Corner Children's workshop no.4 ®
01.10 Dars ul Quran by Huzoor Rec.11/01/99 ®
02.40 Liqa Ma'al Arab: Session No. 1 Rec.17/07/94 ®
03.45 Urdu Class with Huzoor ®
04.50 Homeopathy Class: Lesson No.195
06.05 Tilawat, Dars ul Hadith, News
06.45 Children's Corner Children's workshop No.4
07.20 Pushto Programme: Friday Sermon Rec: 11/07/97
08.25 MTA Variety
09.00 Liqa Ma'al Arab, Session No: 1 Rec.17/07/94 ®
10.20 Urdu Class with Huzoor ®
11.15 Dars ul Quran - LIVE
11.45 Dars ul Hadith
13.05 Tilawat, News
13.35 Indonesian Hour: Seerat un Nabi S.A.W.
14.10 Bengali Service: Discussion on Ramadhan
14.50 Mulaqat with Huzoor
16.10 Liqa Ma'al Arab: Session No.2
17.10 Norwegian Programme: Contemporary Issues
18.05 Tilawat, Dars ul Hadith
18.25 Urdu Class with Huzoor
19.30 German Service
20.30 Children's Corner: Yassarnal Quran Class, No.52
21.05 Dars ul Quran by Huzoor Rec.12/01/99 ®
22.30 Dars ul Hadith
22.40 Mulaqat: with Huzoor

Wednesday 13th January 1999 24th Ramadhan

00.05 Tilawat, History of Ahmadiyyat, News
00.40 Children's Corner- Yassarnal Quran Class No: 52 ®
01.05 Dars ul Quran by Huzoor Rec.12/01/99 ®
02.45 Liqa Ma'al Arab, Session: 2 Rec:24/07/94®
03.45 Urdu Class with Huzoor ®
05.00 Mulaqat with Huzoor ®
06.05 Tilawat, History of Ahmadiyyat, News
06.55 Children's Corner – Yassarnal Quran Class No: 52 ®
07.25 Swahili Programme Friday Sermon Rec.05/01/96
08.50 Liqa Ma'al Arab No: 2, Rec: 24/07/94 ®
09.50 Urdu Class with Huzoor ®
11.15 Darsul Quran (NEW) LIVE
13.05 Tilawat, News
13.40 Indonesian Hour
14.10 Bengali Service
14.40 Mulaqat with Urdu speaking friends
16.05 Liqa Ma'al Arab, Session No: 2 Rec: 24/07/94
17.05 French Programme
18.05 Tilawat, History of Ahmadiyyat
18.25 Urdu Class with Huzoor
19.35 German Service
20.35 Children's Corner Quiz programme
21.10 Darsul Quran by Huzoor Rec: 13/01/99 ®
22:40 Dars ul Hadith
22.50 Mulaqat with Urdu speaking friends

Thursday 14th January 1999 25 Ramadhan

00.05 Tilawat, Darsul Hadith, News
00.35 Children's Corner ®
01.05 Dars ul Quran by Huzoor Rec: 13/01/99 ®
02.40 Liqa Ma'al Arab, Session No: 2 ®
03.45 Urdu Class with Huzoor ®
04.50 Mulaqat with Urdu speaking friends
06.05 Tilawat, Dars Malfoozat, News
06.50 Children's Corner ®
07.15 Sindhi Programme - Friday Sermon by Huzur Rec.20/12/96
08.25 Quiz History of Ahmadiyyat - Part 75
09.05 Liqa Ma'al Arab, Session No: 2 Rec:24 /7/94 ®
10.05 Urdu Class with Huzoor ®
11.15 Darsul Quran (NEW) LIVE
13.00 Tilawat, News
13.35 Indonesian Hour: Dars-e-Hadith
14.30 Bengali Service: Holy month Ramadhan
14.50 Homeopathy Class No: 196 with Huzoor,
16.15 Liqa Ma'al Arab, Session No. 3
17.15 M.T.A Variety part2
18.05 Tilawat, Dars Malfoozat
18.30 Urdu Class with Huzoor
19.35 German Service
20.35 Children's Corner, Quran Class No: 53
21.00 Darsul Quran by Huzoor Rec: 14/01/99 ®

Translations for Huzoor's Programmes are available on the following Audio frequencies:
English: 7.02 mhz, Arabic: 7.20 mhz, Bengali: 7.38 mhz, French: 7.56 mhz, German: 7.74 mhz, Indonesian/ Russian: 7.92 mhz, Turkish: 8.10 mhz,
Prepared by the MTA Scheduling Department.

Al Fazl International Weekly, London

16 GRESSENHALL ROAD, LONDON SW18 5QL (U.K.)

ISSN: 1352 9587
Tel: (0181) 870 8517
Fax: (0181) 870 1095

Vol. 6 Friday, January 08, 1999 No. 2

جماعت احمدیہ بلجیم کی بعض مساعی کا مختصر تذکرہ

Don Bosco سیکنڈری سکول کے طلباء کی مشن ہاؤس آمد

جس علاقہ میں ہمارا مشن ہاؤس ہے اس کے ایک سیکنڈری سکول Don Bosco کے ایک استاد کے ذریعہ سے سکول کے آخری دو سال کے طلباء کے ایک گروپ کے Study Tour کا پروگرام بنا تاکہ طلباء کو اسلام کے بارہ میں کچھ معلومات دی جا سکیں۔ لہٰذا پروگرام کے مطابق مورخہ ۳۰ ستمبر ۱۹۹۸ء کو سکول کے دو اساتذہ کے ہمراہ ۳۰ طلباء و طالبات کا گروپ سوا نو بجے مشن ہاؤس پہنچا۔

پروگرام کی ابتدا تلاوت قرآن کریم اور اس کے فلیمش ترجمہ سے ہوئی جو برادرم عبدالباط صاحب نے کی۔ اس کے بعد مکرم نصیر احمد صاحب شاہد مبلغ سلسلہ بلجیم نے اسلام اور احمدیت کا تعارف پیش کیا۔ تقریباً پون گھنٹہ کے تعارف کے بعد مہمانوں کو سوالات کا موقع دیا گیا۔ خاص خاص سوالات درج ذیل ہیں:

اسلام میں عورت کا مقام کیا ہے؟، تعدد ازدواج کیوں؟، اگر مرد کو چار بیویوں کی اجازت ہے تو عورت کو چار مردوں سے شادی کی اجازت کیوں نہیں؟، روزہ کی فلاسفی کیا ہے؟، نماز پانچ وقت کیوں پڑھی جاتی ہے؟ اسلام میں عورت پر پردہ کرنے کی پابندی کیوں ہے؟

سوال و جواب کے اس دلچسپ سلسلہ کے بعد مکرم مبلغ سلسلہ نے اساتذہ اور طلباء کا شکریہ ادا کیا۔ اس کے بعد مہمانوں کی تواضع کی گئی اور پھر نمائش ہال دکھایا گیا۔ اساتذہ کو کتاب "اسلامی اصول کی فلاسفی" تحفۃً پیش کی گئی۔ یہ مجلس فرنچ زبان میں تھی۔ بعض طلباء کو فرنچ سمجھنے میں کچھ دقت تھی اس لئے ایک استاد فلیمش میں ترجمہ بھی کرتے جاتے تھے۔ سکول کے طلباء گیارہ بجے مشن سے رخصت ہوئے۔ اس پروگرام کا ایک مثبت نتیجہ یہ بھی نکلا کہ چند دنوں کے بعد اس سکول کی ایک استانی اپنی دو Belg سہیلیوں کے ساتھ مشن ہاؤس آئی۔ ان میں سے ایک کو قرآن کریم کے فلیمش ترجمہ کی تلاش تھی جو اس نے خرید لیا۔ اور جماعت کے بارہ میں کچھ معلومات بھی حاصل کیں۔ جو برادرم ڈاکٹر ادریس احمد، صدر مجلس خدام الاحمدیہ بلجیم نے بہم پہنچائیں۔

Eupen جماعت کا یوم تبلیغ

یہ یوم تبلیغ ۸ اکتوبر ۱۹۹۸ء کو منایا گیا۔ ایوپن شہر چونکہ جرمنی کی سرحد کے بہت قریب ہے اس لئے یہاں رہنے والے فرنچ اور جرمن دونوں زبانیں بولتے ہیں۔ اس لئے تبلیغی نشست میں جرمن زبان میں پیغام حق پہنچانے کے لئے جرمنی سے سسٹر عائشہ اور مکرمہ عطیہ جلال صاحبہ کولون سے تشریف لائیں۔

اس تبلیغی نشست کا آغاز تلاوت قرآن کریم اور اس کے جرمن ترجمہ سے ہوا جو عزیزم افضال احمد توقیر صاحب اور عزیزم نصیر احمد بھٹی نے بالترتیب پیش کیا۔ اس کے بعد مکرم نصیر احمد شاہد مبلغ سلسلہ بلجیم نے فرنچ زبان میں اسلام اور احمدیت کا تعارف پیش کیا اور سسٹر عائشہ نے جرمن میں اسلام کا تعارف کروایا۔ اور اپنے قبول اسلام کا واقعہ بتلایا۔

اس کے بعد مہمانوں کو سوالات کا موقع دیا گیا۔ چند لمحات کے لئے تو ہال میں خاموشی رہی اس پر محترم نصیر احمد شاہد صاحب نے تبصرہ کرتے ہوئے کہا کہ "بارش کا پہلا قطرہ بڑی مشکل سے گرتا ہے مگر اس کے بعد موسلادھار بارش شروع ہو جاتی ہے"۔ یہ کہنا تھا کہ فوراً پہلا سوال ہوا اور ساتھ ہی مہمانوں نے اس تبصرہ سے محظوظ ہوتے ہوئے ہلکا سا قہقہہ بھی لگایا۔ پھر تو واقعتاً سوالات کی بارش شروع ہو گئی۔ اور سوال و جواب کا یہ سلسلہ بڑا دلچسپ رہا۔ محترم مربی صاحب نے فرنچ زبان میں جواب دئے جبکہ جرمن زبان کے سوالات کے جواب جرمنی سے آئی ہوئی دونوں بہنوں نے دئے۔ اور جہاں کہیں ضرورت پڑتی محترم مربی صاحب ان کے جوابات کو مزید واضح اور مضبوط بنا کر پیش کرتے رہے۔ یہاں تک کہ ایک مہمان نے اپنی تسلی کے اظہار کے لئے برملا مبارکباد دی۔

یہ مجلس ۵ بجے شام شروع ہوئی تھی اور پروگرام کے مطابق سوال و جواب کا اختتام ساڑھے آٹھ بجے ہونا تھا مگر مہمانوں کے سوالات میں دلچسپی کی وجہ سے ۹ بجے پروگرام کو خود ہی ختم کرنا پڑا۔ اس پروگرام میں ۳۲ بیلجیئن احباب نے شرکت کی۔ مہمانوں میں Eupen شہر کے انچارج پادری، سکولز میں مذہب کے اساتذہ، سکول کے عام اساتذہ، ایک پولیس آفیسر اور مختلف شعبہ ہائے زندگی سے متعلق لوگ تھے۔ اس پروگرام میں آنے والے اکثر مہمان بھٹی فیملی کی کوشش سے آئے تھے۔ سسٹر طیبہ عزیز بھٹی صاحبہ نے جہاں اکثر مہمانوں کو مدعو کیا تھا وہاں روایتی بہترین پاکستانی کھانا بھی مہمانوں کے لئے بنایا تھا۔ کھانے کے بعد مہمانوں کی خدمت میں سبز قہوہ بھی پیش کیا گیا۔

کھانے سے قبل مہمان جرمن اور فرنچ زبانوں میں کتب کے سٹال سے بھی استفادہ کرتے رہے۔ بعض مہمانوں نے لٹریچر بھی خریدا۔

مہمانوں کی روانگی کے بعد خدام نے وقار عمل کرتے ہوئے صفائی کی اور سامان کو سمیٹا۔ اللہ تعالیٰ تمام کام کرنے والے خدام اور لجنات کو جزائے خیر دے اور مہمانوں کو اسلام کی صداقت کو ماننے کی توفیق دے۔ آمین

اس موقع پر جو سوالات ہوئے ان میں سے خاص خاص درج ذیل ہیں:

☆...... مسلمانوں کے تشدد پسند گروپس کا اسلام میں کیا مقام ہے؟ ☆...... کیا تعدد ازدواج کے پس پردہ جنسی لذت کا حصول تو مقصد نہیں؟ ☆...... دوسری شادی کے وقت پہلی بیوی کا کیا بنے گا؟ ☆...... آپ کی جماعت (Eupen) اور مقامی لوگوں کے تعلقات کیسے ہیں؟ ☆...... تمام مذاہب کا ایک نقطہ پر اکٹھے ہو جانے کا خیال بہائیوں سے ملتا ہے کیا Co-Habitation ممکن ہے؟ ☆...... سسٹر عائشہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے سوال ہوا کہ اب عیسائیت کا ارتقاء ہو گیا ہے اس لئے پہلے سے بہتر ہے اب عیسائیت چھوڑنے کی کیا ضرورت ہے؟ ☆...... بہت سے عیسائی کہتے ہیں کہ انسان کو عیسیٰؑ کے زمانہ کی طرف واپسی کا سفر کرنا چاہئے۔ اگر ایسا ہو تو سب کچھ ٹھیک ہو جائے گا اور پھر نئی تعلیم کی ضرورت نہ ہو گی۔ ☆...... بہت انبیاء آئے۔ اگر آج فساد ہے تو خدا کو کسی کو بھیجنا چاہئے۔ ☆...... اگر تھوڑی سی بائبل صحیح ہے تو کیا اس پر ہی عمل کافی نہیں؟

Ateneume ہائی سکول Eupen میں ایک لیکچر

Eupen جماعت کے تبلیغی پروگرام کے بعد سسٹر طیبہ عزیز بھٹی اور ان کے خاوند برادرم عزیز بھٹی صاحب کی واقفیت اور مساعی سے ایوپن شہر کے Ateneume ہائی سکول کے آخری دو سال کے طلباء و طالبات کے ایک گروپ کو سکول میں جا کر لیکچر دینے کا پروگرام بنا۔ لہٰذا سسٹر طیبہ عزیز صاحبہ نے وہاں لیکچر دیا۔ شروع میں تو موضوع "پاکستان کی شہری اور دیہاتی عورت" تھا۔ مگر بات چیت کا رخ آہستہ آہستہ "اسلام میں عورت کا مقام" کی طرف ہو گیا۔ مختصر تعارف کے بعد طلباء و طالبات کی طرف سے سوالات ہونے شروع ہو گئے۔ خاص خاص سوالات یہ تھے:

☆...... شادی کرنا کیوں ضروری ہے جبکہ شادی کے بغیر بھی زندگی بڑے آرام سے گزر سکتی ہے؟ ☆...... عورت مرد کا آپس میں ہاتھ ملانا نامناسب کیوں ہے؟

☆...... کیا عورت گھر سے باہر کام کر سکتی ہے؟
☆...... Arranged شادیاں، مرضی کی شادیوں سے کیسے بہتر ہو سکتی ہیں؟

اس پروگرام کا سلسلہ ڈیڑھ گھنٹے تک جاری رہا۔ طلباء و طالبات کا جو سخت رویہ شروع میں تھا۔ وہ رفتہ رفتہ مناسب سے مناسب تر ہوتا گیا۔ پروگرام سننے والوں کی تعداد ۴۵ سے زیادہ تھی۔ جس ٹیچر کی معرفت یہ پروگرام بنا وہ گاہے بگاہے انگریزی سے جرمن میں ترجمہ کر دیتا تھا۔ لیکچر انگریزی اور جرمن میں دیا گیا تھا۔

(مرسلہ: این اے شمیم۔ سیکرٹری تبلیغ بلجیم)

چند خاص ورد اور دعائیں

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے حضرت نواب محمد علی خان صاحبؓ کو بعض مشکلات میں دعا کی تلقین کرتے ہوئے فرمایا:

"آپ درویشانہ سیرت سے ہر ایک نماز کے بعد گیارہ دفعہ لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّةَ اِلَّابِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْم۔ پڑھیں اور رات کو سونے کے وقت معمولی نماز کے بعد کم سے کم اکتالیس دفعہ درود شریف پڑھ کر دو رکعت نماز پڑھیں اور ہر ایک سجدہ میں کم سے کم تین دفعہ یہ دعا پڑھیں۔ يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ بِرَحْمَتِكَ اَسْتَغِيْثُ پھر نماز پوری کر کے سلام پھیر دیں اور اپنے لئے دعا کریں۔ (مکتوبات احمدیہ جلد ہفتم حصہ اول صفحہ ۳۲)

اصلاح امت محمدیہ کے لئے دعا

اَللّٰهُمَّ اَصْلِحْ اُمَّةَ مُحَمَّدٍ. اَللّٰهُمَّ ارْحَمْ اُمَّةَ مُحَمَّدٍ. اَللّٰهُمَّ اَنْزِلْ عَلَيْنَا بَرَكَاتِ مُحَمَّدٍ وَصَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ.

(مکتوبات احمدیہ جلد اول صفحہ ۵۰)

ترجمہ: اے اللہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کی اصلاح فرما۔ اے اللہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت پر رحم کر۔ اللہ ہم پر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی برکات نازل فرما اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر رحمتیں اور برکتیں اور سلام بھیج۔

حضور علیہ السلام کو رَبِّ اَصْلِحْ اُمَّةَ مُحَمَّدٍ کی دعا الہاماً بھی سکھائی گئی۔

ترجمہ: یعنی اے میرے رب امت محمدیہ کی اصلاح فرما۔

(تذکرہ صفحہ ۴۷ طبع چہارم)

معاند احمدیت، شریر اور فتنہ پرور مفسد ملاؤں کو پیش نظر رکھتے ہوئے خصوصیت سے حسب ذیل دعا بکثرت پڑھیں

اَللّٰهُمَّ مَزِّقْهُمْ كُلَّ مُمَزَّقٍ وَ سَحِّقْهُمْ تَسْحِيقاً

اے اللہ انہیں پارہ پارہ کر دے، انہیں پیس کر رکھ دے اور ان کی خاک اڑا دے۔